الٹی ہو گئیں سب تدبیریں

مومنہ جمیل

پاک سوسائٹی کے تحت شائع ہونے والے ناول " الٹی ہو گئیں سب تدبیریں " کے حقوق طبع و نقل بحق ویب سائٹ Paksociety.com اور مصنفہ (مومنہ جمیل) محفوظ ہیں۔
کسی بھی فرد، ادارے، ڈائجسٹ، ویب سائٹ، ایپلیکیشن اور انٹرنیٹ کسی کے لئے بھی اس کے کسی حصے کی اشاعت یا کسی بھی ٹیوی چینل پر ڈرامہ وڈرامائی تشکیل و ناول کی قسط کے کسی بھی طرح کے استعمال سے پہلے پبلشر (پاک سوسائٹی) سے تحریری اجازت لینا ضروری ہے۔ بہ صورت دیگر ادارہ قانونی چارہ جوئی اور بھاری جرمانہ عائد کرنے کا حق رکھتا ہے۔

"توبہ زارا دیکھو ذرا اپنے بھائی کے کام کیسے اس دو نمبر ایکٹریس کی بانہوں میں بانہیں ڈالے ساحل سمندر کی سیر میں مصروف ہے۔" وہ نگاہیں ٹی وی اسکرین پر جمائے۔ شوبز کے افق پر چمکتے نئے ستارے اور زارا کے اکلوتے بھائی معیز علی خان کے بدرجہ بولڈ سین پر زارا کی توجہ دلا رہی تھی۔ جو کہ خود بھی کارپٹ پر آلتی پالتی مارے بیٹھی تھی۔ ٹی وی کے عین سامنے بیٹھی انتہائی انہماک سے سے ڈرامہ دیکھنے میں مصروف تھی۔

"دیکھو تو ذرا کس طرح ڈوب کے دیکھ رہا ہے اسکی آنکھوں میں مجھے تو لگتا ہے۔ تمھارے دل پھینک قسم کے بھائی کا اگلا افیئر اسی کے ساتھ چلنے والا ہے۔" زارا کو ٹس سے مس نہ ہوتے دیکھ ذوبیہ نے پھر سے لب کشائی کی تھی۔

"اوہ ہو تو تمہیں کیوں جلن ہو رہی ہے۔ حد ہے سارے سین کا مزہ کرکرا کر کے رکھ دیا ہے تم نے۔" زارا بدمزہ ہوئی تھی سو خاصی رکھائی سے جواب دیا تھا۔

"ہاں ہاں۔ اس نواب صاحب کی حد کسی کو نظر نہیں آتی۔ اور میری ہر بات پہ حد لاگو ہے۔ میں پوچھتی ہوں کیوں؟ زمانہ جانے کیا کیا باتیں بناتا ہوگا۔ آغا جان کا اکلوتا پوتا اور کیسے کیسے گل کھلاتا پھر رہا ہے۔ ایک تم ہو پرواہ ہی نہیں کسی دن کوئی چڑیل نما ماڈل کو بیاہ کر لے آیا نہ پھر کرتی رہنا مینی کیور پیڈی کیور اپنی بھاوج کے تم۔ میرا کیا ہے تب تک میرا ہیر و تو مجھے مل ہی جانا ہے۔ پھر میں تو ہوں گی چلاس کی وادیوں میں پیا سنگ اور تمہاری بھاوج بنے گی تمھارے رنگ میں بھنگ۔" ذوبیہ بولنے پر آتی تو سارے حساب بے باک کر دیا کرتی تھی۔ زارا نے اپنے برابر بیٹھی ذوبیہ کے کندھے پر دھپ رسید کرتے ہوئے اسے گھر کا۔

"بکواس مت کرو بھائی گھر پر ہیں سن لیں گے۔"

"ہاں تو میں کونسا ڈرتی ہوں۔ اس سے آئے تو ذرا میرے سامنے۔" ذوبیہ نے گویا ناک سے مکھی اڑائی تھی۔

"لیجئے حاضر ہوں بالکل سامنے کیا گوہر افشانی باقی ہے۔" اسی پل اس کی پشت کی اور سے بر آمد ہوتے معیز نے سوال داغا تھا۔ زارا چونکی تو وہیں ساتھ ساتھ ذوبیہ خجل سی ہو کر رہ گئی تھی۔

"کچھ نہیں وہ تو ہم آپکے ڈرامے کی بات کر رہے تھے وہ بروقت سنبھلی تھی۔

"اچھا مثلاً کیا بات۔" وہ عین اس کے روبرو کارپٹ پر فرصت سے براجمان ہوتا پوچھ رہا تھا۔

"وہ یہی کے ڈرامہ اچھاہے اور۔" ذوبیہ اس تفتیش کے لئے بلکل تیار نہیں تھی۔ اس لئے بر وقت کچھ سجھائی نہیں دیا تھا۔ اوپر سے وہ مسلسل اس پر نگاہیں جمائے اس کے پل پل بدلتے تاثرات کا جائزہ لینے میں مصروف تھا۔ وہ جز بز ہوئی۔

"یہی بات کر رہے تھے کہ آپکے پچھلے اسکینڈلز کو خاصا وقت گزر گیا ہے۔ اور میری سکس سینس کہتی ہے آپکا اگلا اسکینڈل جلد منظر عام پر آنے والا ہے۔" ذوبیہ نے بالآخر تمام تر لحاظ بالائے طاق رکھتے ہوئے صاف گوئی کے ساتھ ساتھ شدید بد اخلاقی کا مظاہرہ بھی کیا تھا۔ زارا سر تھام کر رہ گئی تھی تو وہیں معیز گم صم۔ اس کے تاثرات سنجیدگی اختیار کر چکے تھے۔ اسی لیے بنا کوئی اگلی بات کیے وہ ٹی وی کی جانب متوجہ ہوا تھا۔

"زارا میرے لیے ناشتہ لا دو پلیز۔" "جی ابھی لائی۔" وہ سعادت مندی سے کہتی اٹھ کر کچن کی جانب بڑھ گئی۔ تو ذوبیہ کو بھی وہاں رکنا بے معنی لگا تھا۔ وہ بھی اپنے کمرے میں چلی آئی۔

"بلا کی طرح ہی نازل ہو جاتا ہے کہیں بھی۔ بھاڑ میں جائے سنتا ہے تو سنے۔ مجھے کیا ویسے بھی ساری مہربانیاں باہر والوں کے لیے ہیں۔ ایک بار شوٹنگ پر اپنی فرینڈز کو لے جانے کی فرمائش کیا کر دی تھی۔ سڑیل بدمزاج نے منہ پر انکار کر دیا تھا۔" ذوبیہ کو تازہ تازہ پیش آنے والا واقعے کے ساتھ ساتھ چند روز قبل ہونے والی اپنی سبکی ایک بار پھر سے یاد آنے لگی تو وہ بڑبڑا کر رہ گئی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اگلے دن تک وہ گزشتہ روزہ واردات بھول بھال کر پورے جوش و خروش سے زارا کے ہمراہ لاہور کے بازاروں میں خوار ہوتی پھر رہی تھی۔

"ایسی کونسی آفت آپڑی ہے جو کچھ تمھاری ناک پر ہی نہیں بیٹھ رہا۔" زارا اسکے کچھ بھی پسند نہ آنے پر اب بیزار ہونے لگی تھی۔

"خدا نہ کرے۔" اس نے دہل کر سینے پر ہاتھ رکھا تھا۔ "آفت کیوں آنے لگی مجھ پر۔"

"ہاں یہ بھی ٹھیک ہے تم خود جو ہو پوری آفت۔ تمھارے ہوتے دوسری آفت آ بھی کیسے سکتی ہے۔"

"ویری فنی۔" ذوبیہ نے منہ بنا کر اسے چڑایا۔

"قسم سے چچی جان خود تو چلی گئیں حج پر اور تم جیسی شیطان کی جانشین کو میرے سر پر مسلط کر گئیں۔" ذوبیہ اور زارا چچازاد تھیں۔ زارا کی والدہ اس کے پیدائش کے وقت ہی انتقال کر گئیں تھیں۔ اسی بدولت ذوبیہ کی والدہ نے ہی اسے اور معیز کو ماں بن کر پالا تھا۔ ذوبیہ اپنے والدین کی اکلوتی اولاد تھی۔ جبکہ زارا اور معیز دو ہی بہن بھائی تھے۔ وہ گو کہ پٹھان خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ مگر ان کے آباؤ اجداد عرصہ دراز سے شہر میں مقیم ہو چکے تھے۔ اس لیے ان کا رہن سہن شہر کے باقی عام گھرانوں ہی کی مانند تھا۔ کوئی بھی

کٹر روایات اور پابندیاں لاگو نہیں تھیں، یہی وجہ تھی کے معیز نے شوبز جوائن کر لی تھی، تو وہیں خود ذوبیہ اور زارا جو ہم عمر تھیں، لاء کر رہی تھیں۔

ذوبیہ کے والدین ان دنوں حج پر گئے ہوئے تھے۔ گھر میں ان دنوں آغا جان (زارا اور معیز) کے والد خود وہ دونوں اور معیز ہی موجود تھے۔ زارا کے تنگ آ جانے پر بالآخر اس نے ایک لباس کو اچھی خاصی شش و پنج کے بعد منتخب کر ہی لیا تھا۔ جب کے خود زارا نے بھی کافی خریداری کر لی تھی۔ سو دونوں اب آئس کریم کارنر پر بیٹھیں۔ چاکلیٹ آئس کریم سے لطف اندوز ہو رہی تھیں۔ دونوں کا موڈ قدرے خوشگوار تھا۔

"مجھے ایسے کیوں لگ رہا ہے تمھارے اندر کوئی نئی سازش جنم لے چکی ہے۔" زارا نے بغور اسکی مسکراتی آنکھوں کا جائزہ لیا تھا۔

"ایک پلان ہے تمہیں قسم لگے جو کسی اور خاص طور سے معیز کو بتایا تم نے۔"

وہ تو جیسے موقعے کے انتظار میں بیٹھی تھی۔ فوراً بولی۔ "اچھا نہیں بتاؤں گی۔"

"اب بتاؤ۔" زارا کو تجسس نے آن گھیرا تو اس نے بھی ہامی بھری۔

"کل ہم کنسرٹ پر جا رہے ہیں تمہارا بھائی شو ہوسٹ کرنے والا ہے۔" ذوبیہ نے اطمینان سے اسے اطلاع پہنچائی تھی۔

"پاگل واگل مت بنو۔ خوامخواہ کی بے عزتی ہو جائے گی۔ معیز بھائی کے ساتھ ساتھ آغا جان بھی ناراض ہو جائیں گے تم جانتی ہو انھیں بھی ایسی محفلوں میں ہمارا جانا پسند نہیں آئے گا۔" زارا نے اسے ڈرانا چاہا۔

"ہاں بس تم سے مجھے یہی توقع تھی۔ ڈرپوک آغا جان کو نہ تو ہم بتائیں گے نہ انھیں پتہ چلے گا۔ اور رہی بات معیز کی تو اسکا بھی انتظام ہے میرے پاس وہ کچھ نہیں کہے گا۔ مزید تمہاری مرضی اگر تم نہیں ملنا چاہتی عاطف اسلم سے تو تمہاری بجائے میں علینا کو لے چلوں گی۔" ذوبیہ نے ادائے بے نیازی سے کام لیا۔

"واقعی قسم کھاؤ عاطف اسلم بھی آئے گا۔ میں بھی چلوں گی جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ ویسے شو کے پاس کہاں سے ملے تمہیں۔" ایسا تو ممکن ہی نہیں تھا۔ کہ زارا اور عاطف اسلم سے ملنے کا چانس مس کرتی۔ اسی پل پرجوش ہوئی تھی۔

"لے کہاں سے آئیں گے ظاہر ہے خریدے ہیں میں نے۔" ذوبیہ نے گڑبڑا کر کہا تھا اور ساتھ ہی آئس کریم ختم کرتی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

رات کے پونے بارہ ہو چکے تھے، آغا جان اپنے کمرے میں جا چکے تھے، جبکہ زارا اپنے کمرے میں موجود اپنی اسائینمینٹ مکمل کرنے میں من و عن مصروف تھی۔ جو کہ ذوبیہ پہلے ہی کر چکی تھی۔ معیز کا تا حال کچھ پتہ نہیں تھا۔ مطلع صاف پا کر وہ معیز کے کمرے میں چلی آئی تھی۔ اب سچویشن یہ تھی کہ کبھی وہ دراز کھول کر چیک کر رہی تھی تو کبھی اس کی وارڈروب۔

"اوہ ہو! ابھی صبح ہی تو وہ ڈرائیور کو کہہ رہا تھا۔ اب تک تو اسکا پارسل آچکا ہو گا تو پھر ملا کیوں نہیں رہا۔" وہ کوفت کا شکار ہونے لگی تھی۔

تبھی ایک خاکی لفافے پر اسکی نگاہ آن پڑی تھی۔ وہ اک ادا سے مسکرائی تھی۔ کھول کر اطمینان کیا۔ اور دوپٹے کے پلو میں چھپاتے ہوئے فوراً واپسی کی راہ لی۔ مگر برا ہوا عین اسی وقت معیز کے قدم اندر رنجہ فرمائے تھے۔ نتیجتاً دونوں ٹکراتے ٹکراتے بچے تھے۔

"تم میرے کمرے میں کیا کر رہی ہو۔" معیز کو اس پر ذرا بھروسہ نہیں تھا۔ فوراً شک میں مبتلا ہوا تھا۔

"میں نا تمہیں ہی ڈھونڈتی ہوئی آئی تھی۔ وہ دراصل بابا کی کال آئی تھی شام میں وہ کہہ رہے تھے۔ تمہارا نمبر بند ہے۔ انھیں کال کر لینا۔" ذوبیہ نے اندھیرے میں تیر چلایا تھا۔ جو عین نشانے پر لگا تھا۔ اسکے تنے ہوئے عصاب یک لخت ڈھیلے پڑے تھے۔

"ہاں وہ میں شوٹنگ پر تھا۔ سیل آف کر دیا تھا۔ میں کر لوں گا کال۔ تم زارا سے کہو ایک کپ کافی بنا دے میں تھک گیا ہوں بہت۔" بیڈ پر دراز ہوتے ہوئے۔ اس نے تھکن ذدہ لہجے میں فرمائش کی تھی۔

"زارا تو اپنی اسائنمینٹ کمپلیٹ کر رہی ہے۔ میں بنا دیتی ہوں۔" اس کی اس قدر فرمانبرداری پر معیز کو اچھنبا ہوا تھا۔ مگر وہ اس کے تاثرات دیکھنے کے لیے وہاں رکی نہیں تھی۔ کہاں تو وہ معیز سے اس قدر خار کھاتی تھی۔ کہ اس سے زیادہ بات کرنے کی بھی روادار نہ تھی اور کہاں آج اس قدر خوش اخلاقی ابھی پچھلی گفتگو کا اثر بھی وہ بھولا نہیں تھا۔ گو کہ ان کے مابین ایسی کوئی خاص دشمنی کبھی نہیں رہی تھی۔ ہاں جب سے اس نے شوبز جوائن کیا تھا۔ اور اسکی شہرت کے چرچے عام ہوئے تھے۔ تب سے ہی ذوبیہ کی پہلے پہل فرمائشیں اور پھر شکایتیں بڑھیں تھیں۔

"مجھے آپکی کو سٹار سے ملنا ہے۔" یہ اسکی پہلی فرمائش تھی۔ جس پر معیز نے کان تک نہیں رکھے تھے۔ تب وہ اسکے اگنور کرنے پر بدمزہ ہو کر خاموش ہی رہی تھی۔ مگر چند دن بعد اسی اداکارہ کے ساتھ معیز کو ہائی لائیٹ کیا گیا۔ تو گھر میں واحد ذوبیہ ہی تھی۔ جس نے سب خبروں پر یقین کر لیا تھا۔

کچھ ماہ بعد جب اپنی پہلی فلم کی شوٹنگ پر سوات جا رہا تھا۔ تب بھی آغا جان کے کہنے پر اسنے انھیں لے جانے سے منع کر دیا تھا۔ پھر اس نے اپنی دوستوں کے ہمراہ اس کے شوٹ پر آنے کی فرمائش کی تھی۔

"تمہاری تفریح کے لیے اور بہت سی چیزیں موجود ہیں۔ ان پر ریسرچ کرو۔" معیز نے رکھائی سے اسے منع کر دیا تھا۔ اس بار حقیقتاً ذوبیہ کو بہت برا لگا تھا۔ اب وہ اس کی نظر میں خود پسند، مغرور، سڑیل اور فلرٹ شخصیت جیسے اعلیٰ عہدے پر فائز ہو چکا تھا۔ جس کا اسے خود بھی بخوبی اندازہ تھا۔ وہ ان ہی سوچوں میں گھرا بیٹھا تھا۔ جب وہ کافی کا کپ ہاتھ میں تھامے آتی دکھائی دی تھی۔

"شکریہ۔" معیز نے کپ تھامتے ہوئے آداب نبھائے تو اسکے چہرے پر بڑی پر اسرار سی مسکراہٹ بکھری تھی۔ جسکا عندیہ ٹھیک دو روز بعد اس پر کھلنے والا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شام کے سائے پھیل چکے تھے۔ وہ آغا جان کے ساتھ لاؤنج میں بیٹھی چائے سے لطف اٹھا رہی تھیں۔

"آغا جان آپ گھر پر ہیں آج۔ یا پھر بخاری انکل کی طرف جائیں گے۔ ذوبیہ نے باتوں باتوں میں پوچھا تھا۔

"نہیں آج آفس میں میٹنگ تھی۔ تھک گیا ہوں آرام کروں گا۔ اسی لیے بخاری گھر پر آئے گا پھر لگائیں گے محفل مل کر دونوں۔" انھوں نے چائے کا گھونٹ بھرتے ہوئے کہا۔

"پھر تو یعنی آج آپ خوب ہی شطرنج کھیلیں گیں۔ پر آرام بھی کر لیجئیے گا یہ نہ ہو طبعیت ہی ناساز ہو جائے آپکی۔" زارا نے بھی گفتگو میں حصہ لیا تھا۔ جس پر آغا جان مسکرا دیئے تھے۔

"آغا جان دراصل آج ہماری ایک کلاس فیلو کی برتھ ڈے ہے آپکو تو پتہ کے جب سب دوست اکٹھے ہوں تو دیر سویر ہو ہی جاتی ہے۔ آپ پریشان مت ہوئیے گا ہم ذرا دیر سے واپس آئیں گے۔" ذوبیہ نے بڑی مہارت سے اپنے دیر سے لوٹنے کا بہانہ بنا کر انھیں مطمئن کیا تھا۔ انھوں نے دونوں کو اپنا خیال رکھنے کی تاکید کرتے ہوئے ڈرائیور کو ساتھ لے جانے کی تاکید کی تھی۔ جس پر دونوں نے فرمانبرداری کا ثبوت دیا تھا۔

نک سک سے تیار ہو کر دونوں مطلوبہ مقام پر پہنچیں تھیں جہاں لڑکے اور لڑکیاں سیلابی ریلوں کی مانند امڈ رہے تھے۔ تھوڑی گھبراتی نروس ہوتیں جب دونوں اپنی اپنی نشستوں پر براجمان ہوئیں۔ تو خاصی مطمئن دکھائی دے رہی تھی۔

"ایک تو یہ سلیبرٹی بھی نہ لوگوں کو فارغ سمجھتے ہیں۔ خود اتنی دیر سے غائب ہیں اور ایک ادھر عوام ان کے ہجر میں رل رہی ہے۔" یہ تبصرہ بھی بلاشبہ ذوبیہ کا ہی تھا۔

"تم دعا کرو عاطف اسلم ضرور موجود ہو یہاں ورنہ تمہارا حشر بگاڑ دوں گی میں۔" اندر ہی اندر معیز کے سامنے کا سوچ سوچ کر خود سے نالاں ہوتی زارا نے اسے دھمکی دی۔

"چل کرو۔ یار ہم انجوائے کرنے آئے ہیں ادھر بھی تم ایسی رونی صورت بنا کے بیٹھی ہو۔ امیجن کرو ابھی کہیں سے ادھر کسی ناول کا ہیرو برآمد ہو جائے اور میری زلفوں کا اسیر ہو جائے قسم سے زندگی کا مزہ آ جائے۔"

"آہی نہ جائے کسی دن سامنے۔ پاگل ہو چکی ہو تم تو بالکل ہی اگر دعاؤں سے ہیرو کتاب سے باہر آسکتے تو آج ہر لڑکی کا اپنا ذاتی سالار سکندر ضرور ہوتا۔" زارا نے پتے کی بات کی۔

"مر جاؤ۔ہائے سامنے دیکھو جہان سکندر کھڑا ہے۔" ذوبیہ اسکی باتوں سے بالاتر بڑے جزب سے بولی تھی۔اسکے چہرے پر بکھرے جوش و خروش کو دیکھ زارا نے بھی نگاہیں اس کی نظروں کے تاقب میں گھمائیں تھیں۔اور پھر ایک لمحے کے لیے اسکا دل بھی جیسے اتھاہ کی گہرائیوں میں ڈوب کر ابھرا۔

وہ سیاہ پینٹ کوٹ میں ملبوس تھا، چمکتے پرنور چہرے پر ہلکی شیو اور گھنی مونچھیں اس کی شاندار پرسنلٹی میں مزید اضافہ کر رہی تھیں۔وہ اپنے موبائل کو کان سے لگائے کسی سے محو گفتگو تھا۔وہ دونوں اسے دیکھنے میں ایسے محو تھیں گویا نمرہ احمد نے تصدیقی سند جاری کر دی ہو۔وہ چلتا ہوا ان کے قریب آکھڑا ہوا تھا۔وہ یقیناً ان کا دیکھنا دیکھ چکا تھا۔اسی لیے فون کان سے ہٹاتا ان کے سامنے آن کھڑا ہوا۔

"ایکسکیوزمی کیا میں آپکو جوائن کر سکتا ہوں۔" اس نے سوالیہ نظروں سے انھیں دیکھا۔وہ دونوں چونک کر سنبھلی تھیں۔

"شیور" ذوبیہ نے اجازت دی تو زارا نے اشارے کنائیوں میں اسے کسی بھی احمقانا حرکت سے باز رہنے کو کہا۔مگر اسے کہاں اثر تھا۔

"آپکو ہماری ذہنی حالت پر شبہ ہو اس سے قبل میں آپکو بتا دینا چاہتی ہوں۔ہم آپکو جانتے ہیں اسی لیے یوں دیکھ رہے تھے۔"

"رئیلی۔مگر میں کوئی سلیبرٹی تو ہوں نہیں۔بلکہ میں تو ادھر ایک فین کی حیثیت سے عاطف اسلم کو لائیو سننے آیا ہوں۔ایسے میں مجھے میرے فینز مل جائیں بڑے اعزاز کی بات ہے۔" جہان سکندر چہرہ شناس محسوس ہو رہا تھا۔

"خوب پہچانا آپ نے دراصل ایک ناول میں آپ کے متعلق بہت پڑھ رکھا ہے ہم نے آپکا نقشہ تو سمجھیں حفظ تھا۔آپکو سامنے دیکھتے ہی فوراً پہچان لیا ہم نے۔" ذوبیہ کو سراسر اجنبی شخص سے اس قدر فری ہوتے دیکھ کر زارا صبر کا گھونٹ بھر کر رہ گئی تھی۔

"ویسے آپ ذرا اپنا تفصیلی تعارف کروا دیجئے؟ ویسے ہمیں یقین ہے آپ جہان سکندر کی دنیا سے آئے ہیں۔"

"جی ضرور۔۔۔۔بندہ ناچیز کو کیپٹن دلشیر کہتے ہیں۔تعلق کراچی سے ہے۔مگر ان دنوں ڈیوٹی یہاں باندھے ہوئے ہے۔" جواباً اس نے نپے تلے انداز میں اپنا تعارف انکی نظر کیا تھا۔پروگرام کا آغاز ہو چکا تھا۔ایک نامور گلوکار کو بھیج کر اوپننگ کی گئی تھی۔

"ویسے خوب اتفاق ہے زارا بھی یہاں محض عاطف اسلم کی خاطر آئی ہے۔پر آپ سے ملاقات ہو جائے گی یہ تو نہیں سوچا تھا۔"

"اوہ تو انکا نام زارا ہے۔" کیپٹن دلشیر نے باقاعدہ اسکی جانب رخ کرتے ہوئے بغور اسے دیکھا تھا۔

"لگتا ہے بیچاری بول نہیں سکتیں۔" اس نے تاسف سے سر ہلایا۔تو ذوبیہ کھکھلائی۔وہیں زارا اس کے اس انداز پر پیچ و تاب کھا کر رہ گئی تھی۔

"ایسی کوئی بات نہیں۔دراصل آپ دونوں اچھی گفتگو کر رہے تھے میں نے ڈسٹرب کرنا مناسب نہیں سمجھا۔" بالآخر اس نے چپ کا قفل توڑا تھا۔

"امپریسو آواز تو بہت اچھی ہے آپکی بولتی رہا کیجئے۔" برجستگی سے اس کی تعریف کرتا وہ اسے کہیں سے بھی اجنبی نہیں لگ رہا تھا۔

"واہ واہ آپ تو جوہری ہیں۔ میں نے تو اس سے بارہا کہا ہے۔ یہ سنگر بن سکتی ہے پر یہ معیز سے ڈرتی ہے۔" ذوبیہ نے فوراً گفتگو میں اپنا حصہ ڈالا تھا۔

"معیز کون وہ جو سامنے اسٹیج پر موجود ہیں۔" کیپٹن دلشیر نے حیرت سے پوچھا۔

"نہیں وہ کوئی اور ہیں۔" اس سے قبل کے ذوبیہ تصدیق کرتی زارا نے اس کے اندازے کو مسترد کر دیا تھا۔ ذوبیہ کو مرتے کیا نہ کرتے کے مصداق خاموش رہنا پڑا۔ بدمزہ ہو کر اس نے اسٹیج پر نگاہ دوڑائی تو ڈیزائنر کرتا پاجامے میں ملبوس کلین شیو کیے۔ تر و تازہ کھڑے معیز علی کو پایا۔

"صیحح خوش فہمیوں میں گھرا رہتا ہے۔ کمبخت پتہ نہیں کہاں سے ایسی پرسنلٹی دی ہے اسکو خدا نے۔" وہ دل ہی دل میں معترف ہوئی تھی۔

"آپ دونوں سے مل کر بہت خوشی ہوئی مگر ہیڈ آفس سے ٹیکسٹ آیا ہے۔ ارجینٹ کام ہے جانا ہو گا۔" وہ معذرت خواہ لہجے میں اپنا مسئلہ بیان کر رہا تھا۔

"اوہ مگر آپ تو عاطف اسلم کو سننے آئے تھے۔ پھر ابھی جا رہے ہیں۔" زارا کو عجیب سے احساس نے آن واحد میں گھیرا تھا۔

"اپنی ذاتی ترجیحات کو پس پشت ڈال کر کسی کو تو ایمانداری سے ملک کی حفاظت کرنی ہو گی۔ ورنہ یہاں موجود لوگ اس بے فکری سے اور اطمینان سے زندگی نہیں گزار پائیں گے۔" وہ کہتا ہوا زارا کو بڑا باوقار اور بے لوث لگا تھا۔

"بہت خوب کہا آپ نے ہم دل سے آپکی اور آپکے جذبے کی قدر کرتے۔" ذوبیہ نے بڑے دل سے کہا تھا۔ جبکہ زارا کو کوئی بھی الفاظ اس کے جذبے کے آگے چھوٹے دکھائی دیئے تھے وہ خاموشی سے اسے دیکھتی رہی تھی۔ جو مسکراتا ہوا روشن چہرہ لیے انھیں الوداع کہتا لوگوں کی بھیڑ میں کہیں غائب یو گیا تھا۔

"اچھا آدمی تھا ہے نا۔" ذوبیہ نے تعریف کرتے ہوئے زارا کی تائید چاہی تھی۔

"ہاں۔" وہ بے ساختہ بولی تھی۔

"اوئے ہوئے خیر تو ہے نہ۔" ذوبیہ ٹھٹکی تھی یوں بھی وہ زارا کے ہر انداز کو پہچان لیتی تھی۔ آخر بچپن کا ساتھ تھا۔

"کیوں کچھ ہونا تھا کیا۔" وہ خود کو لاپرواظاہر کرنے لگی۔

"نہیں بس آج کل لڑکیوں کا دل فوجیوں پر ذرا جلدی آجاتا ہے۔ میں نے سوچا کنفرم کر لوں۔" ذوبیہ نے شرارت سے آنکھیں گھمائیں تو زارا شرم سے سرخ پڑنے لگی۔ اسی پل ایک شور و غل برپا ہوا تھا۔

اور لوگوں کی بھرپور تالیوں اور چیخوں میں عاطف اسلم اسٹیج پر اپنی سریلی آواز کا جادو جگانے لگا تھا۔

دوری سہی جائے نہ۔

میم آپکو معیز علی نے بیک اسٹیج بلوایا ہے۔ اسپوٹ بوائے ان کے سامنے حاضر خدمت تھا۔

"میں نہیں جاؤنگی۔" زارا نے ہری جھنڈی دکھائی تھی۔

"اوہ کچھ نہیں ہوتا اتنے سارے لوگوں میں اس نے ویسے بھی کیا کر لینا ہے۔ چلو تم۔" وہ اسے ہاتھ سے پکڑ کر اٹھاتی زبردستی اپنے ہمراہ لیے عین معیز کے میک اپ روم تک چلی آئی تھی۔ اس وقت تو وہ ان دونوں پر سخت نگاہ ڈالنے کے سوا واقعی کچھ نہیں کر سکا تھا، مگر آدھی رات کو کام سے فارغ ہو کر جب وہ انھیں ہمراہ لیے اپنی کار میں گھر لوٹ رہا تھا خوب ہی کلاس لی تھی اس نے دونوں کی۔

"اس سے تو مجھے توقع ہی نہیں کسی اچھی حرکت کی۔ زارا تم بھی ایسی حرکت کرو گی افسوس ہے بس۔ یہ محفل تمھارے شرکت کرنے کی نہیں تھی۔ اور وہ لڑکا کون تھا تمھارے ساتھ۔" کچھ یاد آنے پر اس نے پوچھا۔

"ہم اسے نہیں جانتے۔" زارا تقریباً منمنائی تھی۔

"تو پھر وہ تمھارے ساتھ کیا کر رہا تھا۔" اسکا لہجہ اس بار مزید سختی لیے ہوئے تھا۔

"اس نے پوچھا تھا کیا وہ ہمیں جوائن کر سکتا ہے ، تو ذوبیہ نے ہاں بول دیا تھا۔" ذوبیہ تو خون کے گھونٹ پیتی مسلسل کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی۔ گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے معیز نے پلٹ کر ایک شعلہ بار نگاہ ذوبیہ پر ڈالی تھی جسکی تپش اس نے تا دیر محسوس کی تھی۔ گاڑی اپنی منزل پر رکی تو زارا بھاگے ہوئے قیدی کی مانند اندر بھاگی تھی۔ ارادہ تو ایسا ہی کچھ وہ بھی رکھتی تھی۔ مگر قسمت خراب دوپٹہ جلدی کی بدولت گاڑی کے دروازے ہی میں پھنس گیا تھا۔ جلدی سے نکال کر پلٹی تو وہ اونچا پورا مرد بنا اسکے راستے میں ایستادہ تھا۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے۔" وہ سٹپٹائی۔

"اور وہ کیا تمیز تھی جو تم اس دن دکھا رہی تھی۔" جواب برجستہ آیا تھا۔

"کونسی بدتمیزی۔" وہ فرار کے لیے راہ تلاش کرنے لگی مگر وہ راستہ دیتا تب نہ۔

"میرے کمرے سے تم نے میرے پاسسز چرائے۔ آدھی رات کو گھر پر جھوٹ بول کر تم کنسرٹ سے لوٹ رہی ہو اور معصوم ظاہر کر رہی ہو خود کو۔"

"پیسے لے لیں مجھ سے۔ میں کوئی چور نہیں ہوں۔" اس نے اپنا دفاع کرنا چاہا۔

"انسان کا عمل بتاتا ہے کے وہ کیا ہے اور کیا نہیں۔" وہ دو ٹوک لہجے میں کہتا آگے بڑھ گیا تھا جبکہ وہ پیچھے کھڑی کھول کر رہ گئی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"بنوری بنو تیرا گڈا پردیسیا۔۔" وہ بڑی ترنگ میں گنگنائی۔

"کیا ہوا۔"زارا کو تعجب ہوا۔

"ہوا تو کچھ نہیں پر ہونے والا ہے۔اور بہت ہی کچھ زبردست ہونے والا ہے جو تمھاری پوری زندگی کے اوپر اثر انداز ہو گا۔"اس نے سسپینس پھیلایا۔

"اچھا جب ہو گا تب دیکھیں گے۔"زارا اس وقت عجیب ہی سوچوں میں غلطاں تھی۔اس لیے خاص دلچسپی کا مظاہرہ نہیں کیا تھا۔

"لو جی۔سانوں کی دیکھ لینا جب وقت آئے گا۔"اس نے زیادہ اصرار نہیں کیا تھا وہ بھی دھماکہ کرنے کا ہی ارادہ رکھتی تھی۔وقت نے بھی آنے میں دیر نہیں کی تھی۔

شام کو بخاری انکل کے ساتھ ساتھ ہی چلا آیا تھا۔ بخاری انکل جو آغا جان کے بہت پرانے اور گہرے دوست تھے۔اپنے بھانجے کا رشتہ زارا کے لیے مانگنے آئے تھے۔ان کے ہمراہ ایک انتہائی سادہ اور پروقار خاتون جو لڑکے کی غالباً ماں تھیں۔معیز بھی گھر پر ہی موجود تھا۔خوب ہی ان کی مدارت کی گئی تھی۔اپنا عندیہ پیش کر کے وہ رخصت ہوئے تو ذوبیہ ایک بار پھر سے زارا کے سر ہوئی۔

"سجنا کی آئے گی بارات رنگیلی ہو گی رات مگن میں ناچوں گی۔"وہ اسے ستا رہی تھی۔

"ابھی بات پکی نہیں ہوئی اس لیے سر مت کھاؤ۔"زارا نے بجھے بجھے لہجے میں اسے ٹوکا تھا۔

"اور سن لو تمہیں کیا لگتا ہے آغا جان اور بخاری انکل کو انکار کریں گے۔"ذوبیہ نے اسکی عقل پر افسوس کیا۔

"جانتی ہوں نہیں کریں گے۔"دل کے نہاں خانوں میں تو سراسر کوئی اجنبی ڈیرہ جمائے بیٹھا تھا۔ یہ بات وہ کہتی بھی تو کسطرح۔

"تم خوش نہیں لگ رہی زارا کچھ بات ہے کیا۔"کنسرٹ پر ملا وہ اجنبی ذوبیہ کے ذہن سے بالکل محو ہو چکا تھا۔

"ایسی کوئی بات نہیں۔ مجھے بس نیند آ رہی ہے۔" وہ بہانہ کرتی کمبل تان کر دراز ہو گئی تو پر سوچ نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے ذوبیہ بھی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ اس کا لیپ ٹاپ اٹھا کر وہ اپنے کمرے میں چلی آئی تھی۔ اسے اس کی اسائنمینٹ کے پوائنٹس چیک کرنے تھے۔اس نے جونہی لیپ ٹاپ آن کیا۔ڈاکومنٹس اوپن ہو گئے تھے شائد زارا نے فائل کلوز نہیں کی تھی۔ڈاکومینٹس میں پڑی اسکی تحریر پر اس نے نگاہ ڈالی۔ مسلسل لکھے گئے ایک ہی نام کو دیکھ کر وہ حیرت زدہ رہ گئی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آج صبح سے ہی معیز گھر پر موجود تھا۔وہ دونوں یونیورسٹی سے لوٹیں۔تو ملازم مختلف سرگرمیوں میں مصروف دکھائی دیئے۔

"خیر تو ہے۔کچھ گڑبڑ لگ رہی ہے۔کہاں تو یہ گھر پر ٹکتا نہیں کدھر آج اتنا سگھڑاپا چھلک رہا ہے۔"ذوبیہ کو تجسس نے آن گھیرا تھا۔

"واقعی لگ تو رہا ہے بھائی کے کچھ مہمان آنے والے ہیں۔"

"پر آ کون رہا ہے۔" زارا بھی حیران ہوئی اس سے قبل بھی اس کے مہمانوں کا آنا جانا لگا رہتا تھا۔

مگر ایسی تیاریاں پہلے دیکھنے میں نہیں آئیں تھیں۔ معیز خود کچن میں گھسا کک کو مختلف ہدایات دینے میں مصروف تھا۔

"خیریت بھائی! کوئی آنے والا ہے کیا۔" زارا نے استفسار کیا۔ وہ دونوں بھی لنچ کی غرض سے وہیں چلی آئیں تھیں۔ معیز نے پلٹ کر دونوں پر سرسری نگاہ ڈالی تھی۔ زارا اسی کی جانب متوجہ تھی جبکہ ذوبیہ فریج میں منہ گھسیڑے کچھ تلاش کرنے میں مصروف دکھائی دی تھی۔

"ہاں میری ایک فرینڈ ہے۔ لنچ پر انوائیٹ کیا ہے اسے۔ میری فیملی سے ملنا چاہتی تھی وہ۔" اس نے پاستہ گارنش کرتے ہوئے جواب دیا تھا۔ اس کے انداز سے کھانا پکانے میں اس کی مہارت صاف ظاہر ہوتی تھی۔

"لگتا ہے کچھ زیادہ ہی کلوز فرینڈ آ رہی ہے۔ خیر شوبز میں ہو کر ان سب باتوں سے متعلق کون سوچتا ہے۔ اچھا ہے ہم بھی لگے ہاتھوں موصوفہ کا دیدار کر لیں گیں۔ ورنہ ہمیں تو اپنے سرکل میں انٹرڈیوس کروانے میں آپکو جانے کون سا خوف محسوس ہوتا ہے۔"

جوس کا ٹین پیک برآمد کر کے ذوبیہ پلٹی تھی ساتھ دلی جذبات کا اظہار بھی کر ڈالا۔

"اپنی گفتگو سے تم محض اپنی کم ظرفی ہی دکھا سکتی ہو اس لیے شوق سے سوچو جو سوچ سکتی ہو۔ جھوٹے الزامات کو سچا ثابت کرنا یوں بھی تم کم عقل وکلا کا پیشہ ہے۔ مگر ایک بات آج کوئی بھی غیر اخلاقی حرکت کرنے سے متعلق سوچنا بھی مت۔ ورنہ نتیجے کی ذمے دار تم خود ہو گی۔" بڑے سکون سے کہتا معیز اسے آگ لگا گیا تھا۔

"اور آپ جیسے شوبز اسٹارز ہوتے ہیں۔ جو چار لوگوں سے واہ واہ ہی وصول کر کے خود کو بڑی توپ چیز سمجھنے لگتے ہیں۔ جن لوگوں کی اپریسیشن آپ لوگوں کو بناتی ہے ان ہی کو چھوٹا سمجھنے لگتے ہیں۔ اور کردار تو ایسا کہ اسکی مثال تو ملتی نہیں۔" اس نے ترش لہجے میں کہہ کر حساب بے باک کرنا چاہا تھا۔ ان دونوں کے مابین زارا کان لپیٹے بیٹھی تھی۔ گویا کچھ سنائی ہی نہ دے رہا ہو۔

"بعض اوقات میں سمجھ نہیں پاتا۔ تم واقعی ذہنی تنگی کا شکار ہو یا پھر کسی قسم کا کوئی خاص حسد کرنے لگی ہو تم میری شہرت سے۔" وہ تاسف سے کہتا ذوبیہ کے چودہ طبق روشن کر گیا تھا۔

"آپ ایسا ہی سوچیں گے۔ آخر کو ذوبیہ وقار خان وہ واحد لڑکی جو ٹھہری جسے آپکے پیچھے بھاگنے میں رتی بھر دلچسپی نہیں۔ اب اس بات کو جسٹی فائی کرنے کے لیے آپ کوئی تاویل تو گھڑیں گے ہی۔" وہ دوبدو بولی تھی۔

"بہت خوب یعنی اس بات کا تمہیں خود بھی علم ہے کے واحد تمھارا ہی ٹیسٹ برا ہے۔" معیز اپنا کام ختم کر چکا تھا۔ جبکہ خانسامہ ابھی بھی خاموشی سے اپنے کام میں مصروف تھا۔

"کھانا میز پر لگا دیجئے میرا خیال ہے وہ آ گئی ہے۔" باہر سے آتی گاڑی کے ہارن کی آواز سن کر وہ تیزی سے باہر کی جانب لپکا تھا۔ ذوبیہ کا جی چاہا سارا کھانا اٹھا کر اس کے سر پر الٹ دے۔ تھوڑی دیر بعد آغا جان سمیت سب ہی کھانے کی میز پر موجود کھانے سے نبرد آزما تھے۔ آنے والی لڑکی خاصی سادہ اور پرکشش سی لڑکی تھی۔ سادہ سے شلوار سوٹ میں ملبوس کندھے پر دوپٹہ لٹکائے ہلکا سا میک اپ کیے پہلی ہی نگاہ میں وہ ذوبیہ کو جاذب نظر دکھائی دی تھی۔

"یقیناً معیز کا اس سے کوئی سریس قسم کا چکر ہے جب ہی تو گھر پر لایا ہے۔" اس نے ساتھ بیٹھی زارا کے کان میں سرگوشی کی تو اس نے گھورا۔ وہ اپنا سا منہ لے کر رہ گئی۔ ثمر آغا جان کے ساتھ محو گفتگو تھی۔ ذوبیہ کو لگا جیسے وہ مکمل طور پر آغا جان کو متاثر کرنے کی کوشش کر رہی ہو۔ وہ اندر ہی اندر معیز کی چالاکی پر تلملائی تھی۔

"ویسے آپ بھی شوبز سے ہی منسلک ہیں۔ معیز کی طرح لیٹ ہی گھر جاتی ہونگی۔" ذوبیہ نے خاصا بے تکا سوال کیا تھا۔

"نہیں معیز اور میرے کام میں خاصا فرق ہے یہ ٹھہرا ایکٹر آدمی، جبکہ میں سادہ سی ڈریس ڈیزائنر۔" ثمر نے مسکرا کر جواب دیا تھا۔

"پر ایکٹر ہونا بھی زیادہ خوش کن بات نہیں میں نے تو کافی کیسسز ایسے دیکھے ہیں جن میں شادی کے فوراً بعد طلاق رونما ہو جاتی ہے۔ وجہ پوچھو تو معلوم پڑتا ہے وقت کی کمی کی وجہ سے ٹائم نہیں دے پا رہے تھے ایک دوسرے کو۔" ذوبیہ کی بات سن کر معیز کو زور کا اچھو لگا تھا۔ ثمر نے تیزی سے پانی کا گلاس اس کی جانب بڑھایا تو وہ غٹاغٹ پی گیا۔

"ویسے مجھے بھی یہ پرفیشن کچھ زیادہ پسند نہیں تھا۔ مگر معیز کی خواہش تھی تو میں نے روکنا مناسب نہیں سمجھا۔ میرے لیے بچوں کے شوق انکی خوشی سے زیادہ کبھی بھی کچھ اہم نہیں رہا۔" آغا جان نے بھی اپنی رائے کا اظہار کیا تھا۔

"انکل معیز آپکی بہت تعریف کرتا ہے۔ اپنی ساری کامیابیوں کا کریڈٹ آپ ہی کو دیتا ہے۔ اور اپ سے مل کر مجھے بھی احساس ہو رہا ہے۔ آپ واقعی بہت اچھے فادر ہیں۔ میں نے کم پیرنٹس ہی ایسے دیکھے ہیں جو اپنی خواہشوں پر اپنے بچوں کی خواہشوں کو ترجیح دیں۔" ثمر نے دل کھول کر تعریف کی تو میز پر موجود سبھی نفوس مسکرا دیئے کھانے سے فارغ ہو کر چائے کا دور چلا تھا۔ جس کے اختتام سے قبل ہی آغا جان کسی ضروری کام کا کہہ کر معذرت کرتے گھر سے روانہ ہوئے تھے۔ جبکہ اب وہ چاروں ڈرائنگ روم میں بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔

"ذوبیہ بڑی زندہ دل ہے جبکہ میرے خیال سے زارا تو بہت کم گو ہے۔ ہیں نہ۔" اپنا اندازہ لگا کر ثمر نے تصدیق چاہی تھی۔

"ایسا ہی سمجھو۔" بادل ناخواستہ معیز بولا تھا۔

"ارے زندہ دل تو آپکے دوست صاحب واقع ہوئے ہیں۔ بلکہ اچھے خاصے دل پھینک۔ ڈائجسٹ میں اور نیوز میں انفارمیشن ملتی رہتی ہے۔" ذوبیہ نے بڑے مزے سے پچھلا حساب چکایا تھا۔ معیز کے تاثرات جہاں تن گئے تھے وہیں۔ ثمر بھی چپ سی ہو گئی تھی۔ ماحول میں در آئے تناؤ کو زارا اور اسنے خود بھی محسوس کیا تھا۔

"ارے یہ تو یونہی فضول بولتی ہے۔ ایکچولی دونوں کی انڈراسٹینڈنگ بہت ہے نہ اسی وجہ سے ایک دوسرے کی ٹانگ کھینچتے رہتے ہیں۔

"زارا نے فوراً بات سنبھالی تھی۔

"جی جی۔ ابھی چند روز پہلے ہی وی آئی پی پاسز پر ہمیں کنسرٹ میں بڑے شوق سے لے کر گئے تھے۔ یہ حالانکہ میں نے اتنا روکا کے آپ اپنے کسی دوست کو لے جائیں مگر معیز کے مطابق مجھ سے زیادہ کوئی بھی ان کے کلوز نہیں۔" زارا کے جھوٹ کو اس نے دل کھول کر بڑھاوا دیتے ہوئے خوب ہی معیز کی کے تاثرات سے حظ اٹھایا تھا۔ جہاں زارا کی سٹی گم ہوئی تھی وہیں معیز بھی اس کے اس بیان پر تلملا کر رہ گیا تھا۔

"معیز مطلب مجھ سے جھوٹ بولا تم نے۔ تم تو کہہ رہے تھے شو کے پاسز تم سے کھو گئے۔ اس نے کنسرٹ کے لیے مجھے آفر کی تھی مگر عین ٹائم پہ مجھ سے بہانہ مار دیا۔" ثمر نے اپنی جانب سے اس کی خبر لی۔

"ذوبیہ کوئی اور بھی بات اس کے متعلق ہو تو پلیز بتاؤ اسکی طبعیت درست کروں گی میں کسی وقت۔"

"تم بھی ان کی باتوں میں آرہی ہو ایسا کچھ نہیں ہے۔ چھوٹا سا کنسرٹ تھا۔ بس میں نے سوچا کیا تمہیں خوار کرنا۔ اب نیکسٹ اسپرنگ شو پر جو پروگرام ہونے والا ہے اس کے پاس میں ڈائریکٹ بھجوادوں گا۔" اس ایک خاص نگاہ ذوبیہ پر ڈالتے ہوئے کہا تھا۔ وہ نہ چاہتے ہوئے بھی نظریں چرا گئی تھی۔ کچھ ہی دیر میں معیز اسے گھر تک ڈراپ کرنے چلا گیا تو زارا نے اس کے لتے لینا شروع کیے۔

"تمہیں مصیبت کیا پڑتی ہے بھائی کے مسئلوں میں ناک گھسیڑنے کی۔ انھوں نے منع کیا تھا نہ تمہیں فالتو بکواس سے۔"

"میرا فرسٹ کزن ہے اب اس کے مسئلوں میں بھی ناک نہیں گھسیڑ سکتی میں۔" وہ بڑی معصومیت سے بولی تھی۔

"اور یہ تو بتاؤ یہ تم پاسز کا ذکر کیوں کر رہی تھی۔ وہ تو تم نے خود۔۔۔۔ ایک منٹ کہیں تم نے بھائی کے تو نہیں چرائے تھے۔" وہ ٹھٹک کر پوچھ رہی تھی۔

"ہاں تو میری کونسا عاطف اسلم سے ڈائریکٹ رشتے داری ہے۔" وہ ڈھٹائی کا عالمی ریکارڈ توڑتے ہوئے بولی تھی۔

"بہت بے غیرت ہو چکی ہو تم مجھے پہلے معلوم ہوتا۔ تمھاری حرکت سے متعلق تو کبھی تمھارے ساتھ نہ جاتی۔" زارا کی صدمے سے چور آواز گونجی۔

"سوچ لو اگر تم وہاں نہ جاتی کیپٹن دلشیر سے بھی نہ ملتی۔ اس کے عشق میں مبتلا بھی نہ ہوتی۔ اور اسکے نام کی ملا بھی نہ جپتی۔" ذوبیہ بڑے مزے سے اسکے دل کے بالاخانے میں کہیں چھپی محبت کی مختصر سی داستان خود اسی کے گوش گزار کر رہی تھی۔ زارا بیچاری اپنے راز کے یوں افشاں ہو جانے پر اسکا منہ دیکھ کر رہ گئی تھی۔

"عشق اور مشق چھپائے نہیں چھپتے۔ اب اس میدان میں کود پڑی ہو تو زارا بی بی کچھ ہمت کرو قسم سے اگر مجھے محبت ہوئی ہوتی تو مارگلہ کی پہاڑیوں پر چڑھ کر اعلان کرتی۔" وہ جذباتی ہوئی۔

"یقیناً اس صورت میں جب تم مجرم کا اتا پتہ جانتی۔ اب میں کیا اندھیرے میں تیر چلاؤں۔" زارا نے اصل نقطے پر اسکی توجہ دلانی چاہی۔

"یہ ہوئی نہ بات۔ ٹینشن مت لو مل جائے گا۔ اسکا ٹھکانہ بھی۔ فیسبک کس مرض کی دوا ہے اور وہاں نہ بھی ہوا تو ٹویٹر انسٹا گرام یا کم سے کم لاہور میں تو ہو گا ہی۔" وہ اسے تسلی دینے لگی۔

"پر آغا جان کو میں رنجیدہ نہیں دیکھ سکتی ذوبیہ انھوں نے ہمیشہ ہماری خواہش کا احترام کیا ہے۔ یوں انھیں انکار کر کے میرا دل مطمئن نہیں ہو گا۔" زارا افسردہ دکھائی دی تو ذوبیہ کے دل کو کچھ ہوا تھا۔

"یہ ہی تو مسئلہ ہے۔ اتنے ناولز پڑھے ہیں ایک دوسری ہیروئنز کے آغا جان ہوتے ہیں۔ سخت، خوفناک، اصولوں کے پابند، روب دبدبے والے۔ اور ہمارے آغا جان ہیں جنکا ایک ہی اصول ہے کے کوئی اصول نہیں زندگی میں ٹوئسٹ ہی محسوس نہیں ہوا کبھی۔" ذوبیہ نے اپنی انوکھی حسرت بیان کی۔

"ہاں اور کہانیوں میں وہ آغا جان تم جیسی بے لگام ہیروئنز کو پکڑ کر اسی کزن سے بیاہتے ہیں۔ جس سے اسے سخت قسم کا بیر ہوتا ہے۔ ویسے معیز بھائی کے متعلق تمھاری کیا رائے ہے۔" زارا نے اسے چھیڑا۔

"سوچنا بھی مت۔ جیسے تمہیں بن مانگے جہان سکندر کی کاربن کاپی مل گئی ہے۔ سن رکھو میرا معید حسن بھی ایک روز منظر عام پر آئے گا۔ اور بس اسی وقت میرے جیون ساتھی کا فیصلہ ہو جائے گا۔" وہ دوٹوک لہجے میں بولی تھی۔

"خیر دیکھیں گے فی الحال تو مجھے مکمل آرام کرنا ہے۔ چچی جان ہیں نہیں عید کی تیاریاں بھی کرنی ہیں۔ کل جاؤں گی بازار پھوپھو کی عید بھی بھجوانی ہے۔"

"ہاں تو شاپنگ ہی کرنی ہے نہ کونسا تم نے شیر خورمہ بنانا ہے۔ اکٹھے چلیں گے کر لیں گے شاپنگ۔" ذوبیہ ایسی ہی تھی ہر بات کو نارمل لیتی تھی۔ زارا کمرے میں چلی گئی تو وہ موبائل اٹھا کر اپنے طور پر گمشدہ کیپٹن دلشیر کو ڈھونڈنے لگی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بازاروں کی خاک چھان کر تھکی ہاری لوٹیں۔ تو شام کا وقت ہو چکا تھا۔ لاؤنج میں ہی شاپر زڈھیر کرتیں دونوں خود بھی براجمان ہو گئیں تھیں۔ آغا جان اب تک آفس سے نہیں آئے تھے۔ جبکہ معیز گھر پر ہی موجود تھا۔ آج کل وہ گھر پر زیادہ ہی دکھائی دینے لگا تھا۔ ورنہ تو کم و بیش ہی گھر پر پایا جاتا تھا۔ ابھی بھی کافی کا مگ ہاتھ میں لیے لاؤنج میں ان کے پاس چلا آیا تھا۔

"کیسی رہی شاپنگ۔ بڑی دیر کر دی تم لوگوں نے آنے میں۔" وہ زارا سے مخاطب تھا۔

"بس کچھ نہ پوچھیں۔۔۔ اتنا رش تھا۔ ایک تو مارکیٹ میں اوپر سے ذوبیہ کو کچھ پسند ہی نہیں آرہا تھا۔ بڑی مشکل سے مکمل ہوئی ہے شاپنگ۔ آپ بتائیں صبح ہی سے گھر پر ہیں۔ خیریت طبیعت تو ٹھیک ہے نہ۔" اسے معیز کی فکر ہوئی تھی۔

"بس ٹھیک ہوں یونہی تھکن ہو گئی تھی سوچا دو ایک دن آرام کیا جائے اور چچا جان سے بھی بات ہوئی تھی آج فون پر عید کے چوتھے روز واپسی ہے ان کی۔" اس نے مزید اطلاع پہنچائی۔

"میں بھی ذوبیہ سے کہہ رہی تھی وہ کال کر لے ان کو مگر اس نے منع کر دیا کے انھیں عبادت کے دوران زیادہ ڈسٹرب نہیں کرنا چاہیے۔"

"ہوں۔۔۔" اس نے کافی کا لمبا سا گھونٹ بھرتے ہوئے ہنکارہ بھرا تھا۔ اسی آن میں آغا جان اندر داخل ہوئے تھے۔ سب کو باہم سلام کرتے ہوئے وہ بھی وہیں تشریف فرما ہوئے تھے۔

"آپ بخاری انکل سے ملے دوبارہ۔" پھر معیز نے ان سے زارا کے رشتے کے بابت پوچھنا چاہا تھا۔ زارا اٹھ کر پانی لانے جا چکی تھی۔ جبکہ اس زکر پر ذوبیہ کے کان کھڑے ہوئے تھے۔

"ہاں آج اسی سے مل کر آرہا ہوں۔ آفس آیا ہوا تھا۔ اپنے بھانجے کے ہمراہ اچھا شریف لڑکا ہے۔۔۔ اور پھر بخاری صاحب سے بھی گہرے تعلقات ہیں۔۔۔ میرا تو ارادہ ہے اگر زارا کو اعتراض نہ ہو تو ہم انہیں مثبت جواب دے ڈالیں یوں لٹکائے رکھنا بھی اچھا نہیں ہوتا۔"

"ٹھیک ہے آپ کہیں تو میں بات کروں زارا سے اس سلسلے میں۔" معیز نے پیشکش کی تو ذوبیہ کے دماغ میں کوندا سا لپکا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ میں بھی سوچ رہا تھا۔ بھابھی ہوتی تو بات کر لیتیں۔ ذوبیہ تو ابھی کم عمر ہے۔" انہوں نے اجازت دے دی تھی۔ رات کو معیز اسے زارا کے کمرے کی جانب بڑھتا دکھائی دیا تو اس نے اسے راستے ہی میں جا لیا تھا۔

"مجھے آپ سے بہت ضروری بات کرنی ہے آپ چلیں میرے ساتھ۔ مگر اسوقت تمہیں کیا بات کرنی ہے۔" وہ شش و پنج میں پڑا۔

"وہی جو آپ کو زارا سے کرنی ہے۔" وہ چڑ کر بولی۔ معیز ٹھٹھکا تھا۔ پھر خاموشی سے دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے باہر لان میں چلے آئے تھے۔

اندھیرے میں ڈوبے آسمان پر اکادکا ستارے چمک رہے تھے جبکہ چاند ابھی ادھورا تھا۔

"تم کیا بات کرنا چاہتی ہو بلا جھجھک کرو۔" معاملہ زارا کی زندگی کا تھا۔ اسی لیے وہ ضرورت سے زیادہ متوجہ تھا۔

"زارا اس رشتے پر راضی نہیں ہے، مگر وہ آپکو اور آغا جان کو انکار نہیں کر سکتی اس لیے میں نے سوچا میں ہی آپ سے بات کرلوں۔" وہ ٹھہر ٹھہر کر بولی تھی۔

"کوئی وجہ تو رہی ہو گی انکار کی۔" اس نے پر سوچ نگاہوں سے اسکا جائزہ لیا۔

"مجھے نہیں معلوم آپکو بتانا ٹھیک ہو گا یا نہیں بحر حال زارا کسی اور میں انٹرسٹڈ ہے۔ اور ابھی وہ اسکا نام پتہ نہیں بتا سکتی مگر آپ اس رشتے پر انکار کر دیں اس سے پہلے کے بات مزید آگے بڑھے۔" وہ سوچ سوچ کر بول رہی تھی مبادہ منہ سے کچھ غلط الفاظ نہ نکل جائیں۔

"مگر میں اس شخص کے بارے میں جاننا چاہتا ہوں وہ کون ہے کیا کرتا ہے کیسا انسان ہے۔ اگر تم جانتی ہو تو مجھے بتا سکتی ہو۔ چھپانے کی ضرورت نہیں ہے۔" وہ نرمی سے پوچھ رہا تھا۔ اب وہ اسے کیا بتاتی کہ وہ اس شخص سے محض ایک بار ملیں تھیں وہ بھی اتفاقاً۔ وہ یہ سب جان لیتا تو اس بات کو فضولیات ہی میں شمار کرتا۔ اس نے خاموشی میں ہی عافیت جانی تھی۔

"ویسے تم بھی کسی میں انٹرسٹڈ ہو کیا۔؟" معیز کے غیر متوقع سوال پر ذوبیہ کا دل تیزی سے دھڑکا تھا۔ "کیا مطلب۔"

"نہیں ایسے ہی میں نے سوچا اگر تم بھی کہیں دلچسپی رکھتی ہو تو مجھے بتا سکتی ہو میں تمھارے لیے بھی سب کو کنوینس کرنے کی کوشش کر سکتا ہوں۔" اس نے شانے اچکاتے ہوئے وضاحت کی تو ذوبیہ کو خوامخواہ ہی اس کی آفر بری لگی تھی۔

"شکریہ۔ آپ ثمر کے لیے گھر والوں کو راضی کر لیجئے گا وہ ہی بڑی بات ہو گی۔ اپنے مسئلے میں خود بھی نبٹا سکتی ہوں۔" وہ رکھائی سے بولی تھی۔

"مشورہ اچھا ہے اس پر غور کروں گا۔ ویسے تم فیور کیوں نہیں کرتیں میرے لیے۔ آغا جان سے میرے اور ثمر کے بارے میں بات تو کر کے دیکھو میں بھی اب سنگل رہ رہ کر تھک چکا ہوں۔ رومینس کرنے کی ساری عمر آن اسکرین ڈرامائی رومینس کرتے گزر رہی ہے۔ اتنا تو کر ہی سکتی ہو تم آخر کزن ہوں تمھارا۔" یہ وہ اس سے کس قسم کی باتیں کر رہا تھا۔ ذوبیہ کو اچھی خاصی حیرت کا جھٹکا لگا تھا۔ معیز نے اتنا فرینک ہو کر اس سے کبھی بات نہیں کی تھی۔ کہاں وہ اس سے اتنی بڑی فیور مانگ رہا تھا۔

"میں کیوں بات کروں آپ کون سا بچے ہیں۔ خود بات کر لیں ان سے ویسے بھی آپ نے آج تک کونسی فیور دی ہے مجھے جو مجھ سے ایسی توقع ہے آپکو۔" وہ صاف انکاری ہوئی۔

"یہ تو زیادتی ہے۔ابھی تک میں نے گھر میں کسی کو نہیں بتایا۔میرا جو دوسرا اسکینڈل اخبار کی زینت بنا تھا وہ کس کی کارکردگی تھی۔" اس کی اگلی بات نے ذوبیہ کے ہوش اصل معنوں میں گم کر دیئے تھے۔وہ اسے ورطہ حیرت میں پڑا چھوڑ کر جا چکا تھا۔جبکہ پیچھے کھڑی ذوبیہ کا جی چاہا۔وہ چلو بھر پانی میں ڈوب مرے۔اسکا یہ راز بھی چھپ نہیں سکا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آج عین ممکن تھا کے عید کا چاند نظر آجاتا۔ سر شام ہی سے ذوبیہ نے تیار ہونا شروع کر دیا تھا۔ ہر چاند رات پر وہ زارا اور فرخندہ بیگم اسکی اکلوتی پھوپھو کے ہاں عیدی لے کر جایا کرتیں تھیں۔مگر اس بار چونکہ ماما نہیں تھیں۔تو یہ ذمہ ان دونوں نے اٹھالیا تھا۔یوں بھی کافی عرصے سے نہ تو پھوپھو آپائیں تھیں اور نہ ہی وہ جا پائی تھی۔سو وہ خوش بھی تھی۔خاص کر فرہاد سے ملنے کی بھی خوشی تھی۔ پھپھو کا ایک ہی بیٹا تھا۔جس سے اسکی خوب بنتی تھی۔مگر وہ چونکہ ہاسٹل میں پایا جاتا تھا۔تو کم وبیش ہی اس سے ملاقات ہو پاتی تھی۔ مگر ان دنوں عید کی چھٹیاں تھیں تو خوب ہی چار چاند لگنے والے تھے۔

پنک فراک زیب تن کیے ہلکا پھلکا میک اپ کر کے بالوں کی فرنچ چٹیا کر کے جب وہ کمرے سے برآمد ہوئی تو سامنے ہی آغا جان کو دیکھ کر ان کے پاس چلی آئی تھی۔

"واہ بڑی پیاری لگ رہی ہے میری گڑیا۔ہمارا چاند تو پہلے ہی نکل آیا ہے۔"انھوں نے برملا تعریف کی تھی۔وہ مسکرا کر ان کے ساتھ ہی بیٹھ گئی۔

"آغا جان آپ نہیں جائیں گے پھوپھو جان کی طرف جاتے ہی وہ آپکا پوچھیں گی۔"

"میں ضرور چلتا مگر ضروری **ڈیلیگیشن** آیا ہے۔امریکہ سے اسے ریسیو کرنا ہے ائیر پورٹ سے۔"انھوں نے نہ جانے کی توجیہ پیش کی۔

"اوہ۔چلیں کوئی بات نہیں۔آئیں گی وہ خود بھی عید پر تو ملاقات ہو جائے گی۔ ویسے آغا جان ایک بات کہنی تھی آپ سے۔" ارد گرد نگاہ دوڑا کر اس نے زارا اور معیز کی غیر موجودگی کا اطمینان کرتے ہوئے بات کا آغاز کیا۔

"کہو۔"وہ فوراً ہمہ تن گوش ہوئے تھے۔

"وہ جو اس دن معیز کی دوست آئی تھی نہ۔مجھے معلوم ہوا ہے وہ اس سے شادی کرنا چاہتا ہے بظاہر لڑکی تو اچھی تھی مگر وہ ہماری فیملی کے میچ کی نہیں۔کہاں ہم سادہ لوگ اور وہ ماڈرن بیگ راونڈ سے تعلق رکھنے والی۔ایسی بہو آئے گی تو ہمارے خاندان کو بکھیر کر رکھ دے گی۔اور پھر معیز تو اس گھر کا اکلوتا چشم وچراغ ہے اگر آپ اس لڑکی سے معیز کی شادی کر دی اگلی نسلوں کی تباہی ہو جائے گی۔ میں تو کہتی ہوں اس سے قبل کے بات مزید آگے بڑھے۔آپ کوئی لڑکی پسند کر کی جھٹ پٹ ہی اسکی شادی کر دیں۔" وہ بڑی

سمجھدار بنی بیٹھی انھیں مشورے سے نواز رہی تھی۔اس سے پہلے کے وہ کوئی جواب دیتے سامنے سے بن ٹھن کر آتا معیز دکھائی دیا تھا۔زارا بھی اس سے چند قدم پیچھے تھی۔

"یہ کیا تم ابھی تک تیار نہیں ہوئیں۔"اس نے زارا کو ہنوز گھریلو حلیے میں دیکھ کر پوچھا تھا۔

"نہیں میں نہیں جا سکتی دراصل میرے سر میں درد ہے۔سوچا گھر پر ہی آرام کر لوں۔"زارا کی آواز بھی بھاری ہو رہی تھی۔

"ڈاکٹر کے پاس لے چلوں۔کیا زیادہ درد ہے۔"تو معیز نے رک کر اسے آفر کی تھی۔جس پر اس نے فوری انکار کر دیا تھا۔

"تو پھر میں کس کے ساتھ جاؤں۔"چاند نظر آنے کی اطلاع بھی عام ہو چکی تھی۔دوسرا وہ کب سے تیار بیٹھی ہوئی تھی۔

"تم معیز کے ساتھ چلی جاؤ نہ معیز تم لے جاؤ ذوبیہ کو صفیہ کی طرف اچھا ہے اسی بہانے تم بھی چکر لگا آؤ گے۔پوچھتی رہتی ہے وہ بھی تمہارا۔"آغا جان نے مداخلت کی تھی۔

"جی ٹھیک ہے۔" بلا چوں چراں کیے اس نے ہامی بھر لی تھی۔ ذوبیہ جو اس سے ٹکے سے جواب کی توقع لیے بیٹھی تھی۔اس فرمانبرداری پر ورطہ حیرت میں پڑ گئی۔آج تک اس نے کبھی کسی کے بھی کہنے پر اپنا کام چھوڑ کر اس کے لیے کوئی فیور نہیں دی تھی۔کجا کہ شوق کا یہ عالم بحر حال اس کے ساتھ اسکی سیاہ پجارو میں رخت سفر باندھا تو زبان پر خوامخواہ کھجلی ہونے لگی تھی۔

"میں نے آغا جان سے کہہ دیا ہے کہ وہ جلد از جلد آپکی شادی کر دیں یہ نہ ہو آپکی عمر ہی نکل جائے۔ساتھ ہی ثمر کا تذکرہ بھی کر دیا تھا۔ سمجھدار انسان ہیں یقیناً میری بات سمجھ گئے ہوں گے اور اگر سمجھ گئے ہوں گے تو بس انتظار کریں آپکی زندگی بدلنے والی ہے۔" اس نے اپنی جانب سے اطلاع دینے کے ساتھ ساتھ پیشن گوئی بھی کر ڈالی تھی۔دل ہی دل میں اپنی بات کا خوب لطف بھی اٹھایا۔

"ویل ڈن۔مجھے رزلٹ کا انتظار رہے گا۔"معیز نے بڑے جذب سے سر دھنا تھا۔

"ویسے تم نے اس روز تو انکار کر دیا تھا۔پھر یکایک بات بھی کر ڈالی۔"

"ہاں بعد میں میں نے سوچا۔اچھا ہی ہے۔آپکی بیوی آ جائے گی تو یہ جو روز روز نت نئی لڑکیوں کے ساتھ آپکی تصاویر سوشل میڈیا پر چھائی رہتیں ہیں ان پر تو پابندی عائد ہو گی۔"وہ کلس کر بولی۔

"ہاہاہا۔"اسکا قہقہہ بے ساختہ تھا۔"وہ میری فینز ہیں۔پر اتنا سیریسلی تو میری ایکٹیوٹیز کو ثمر تو کیا خود میں نے بھی نہیں لیا۔اور ایک تم ہو۔"

"وہ اس لیے کیونکہ ثمر آپ سے محبت نہیں کرتی ہو گی۔ورنہ وہ ضرور نوٹس کرتی۔"

"اور تم یہ کیسے کہہ سکتی ہو۔"احتیاط سے موڑ مڑتے ہوئے وہ پوچھ رہا تھا۔

"کیونکہ جہاں محبت ہو وہاں ان باتوں کو نظر انداز کرنا ممکن نہیں۔شک نہیں مگر محبت میں جیلسی ایک فطری عمل ہے۔" وہ بڑی مہارت سے اپنا تجزیہ پیش کر رہی تھی۔

"مابدولت کا مطلب ہے۔کہ آپ جو یہ سب نوٹس کرتیں ہیں تو آپکو بھی مجھ سے محبت ہے۔کیونکہ اپنے فیم اور افیئرز پر تم سے زیادہ جلتے کلستے میں نے اور کسی کو نہیں دیکھا۔" معیز کی بات پر وہ سٹپٹائی اور پھر گھبرائی تھی۔

"خوش فہمی ہے آپکی مجھے کوئی دلچسپی نہیں آپ میں۔یوں بھی میں معید احمد سے شادی کا وعدہ کر چکی ہوں۔" اسکی اگلی بات پر معیز ٹھٹھکا اور پھر سنبھلا تھا۔

"کون معید۔۔۔؟" ایک ٹیڑھی نگاہ اس پر ڈالتے ہوئے اس نے پوچھا۔

"وہی جس سے میری کمٹمینٹ ہے۔" وہ بڑے اطمینان سے بولی تھی۔وہ خاموش ہو گیا۔باقی کا سفر خاموشی کی نظر ہوا تھا۔منزل پر پہنچے تو بہت پرتپاک استقبال ہوا تھا۔اور فرہاد سے مل کر تو ذوبیہ کی چاندی ہو گئی تھی۔

"معیز بھائی آپکی فلم کا ٹریلر دیکھ کر تو لوگ پاگل ہو گئے ہیں۔میرے گروپ کے لڑکوں نے بہت فرمائش کی ہے۔آپ سے ملنے کی۔ ملیں گے نہ۔" فرہاد معیز سے کہہ رہا تھا۔

"کیوں نہیں بلکہ تم کسی روز ان کو ہماری طرف ہی انوئیٹ کر لینا۔" معیز کی خوشدلی عروج پر تھی تو ذوبیہ کی ماضی کی تلخ یادیں۔ایسے ہی ارمان دل میں سجائے وہ اس سے چھوٹی چھوٹی فرمائشیں کیا کرتی تھی۔جبکہ وہ بنا سوچے سمجھے اسکا نازک دل کرچی کرچی کر دیا کرتا تھا۔شروع میں تو افسردہ ہو کر اس نے معیز سے بات کرنا ہی ترک کر دیا تھا۔مگر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ دل میں اس کے خلاف گرہ سی بندھتی گئی تھی۔تو وہیں دوسری جانب اب تک معیز نے بھی کوئی مفاہمت نہیں دکھائی تھی۔پھوپھو انھیں کھانے پر روکنا چاہتیں تھیں

مگر معیز کو کہیں جانے کی جلدی تھی۔اسی لیے وہ وہاں سے جلدی اٹھ آئے تھے۔

"ہاتھ لگوانے لائے تھے کیا دو گھڑی سکون سے بیٹھنے تک نہیں دیا۔" اس نے واپسی کے سفر پر شکوہ کیا تھا۔

"تم چار گھڑی بیٹھ لینا اگلی مرتبہ۔میرے جیسے مصروف آدمی کے پاس ضائع کرنے کے لیے زیادہ وقت نہیں ہوتا۔" ٹکا سا جواب حاضر تھا۔وہ دانت پیس کر رہ گئی۔

"بخاری انکل کو انکار کر دیا کیا۔" چپ تو وہ رہ ہی نہیں سکتی تھی۔

"فی الحال نہیں جلد آئیں گے۔وہ جواب طلب کرنے۔" جواب مختصر اور جامع تھا۔ایک تو نجانے کہاں کھو گیا ہے۔وہ ہیرو نمبرون مجال ہے جو کہیں مل کر دیا ہو۔

وہ دل ہی دل میں کڑھنے لگی۔ اس نے کیپٹن دلشیر کو ہر جگہ سرچ کیا تھا۔ مگر اب تک مایوسی کا سامنا تھا۔

چاند رات بڑی رونق میں تمام ہوئی تھی۔ عید کے دن وہ زارا کچن میں گھسی باربی کیو بناتی رہیں تھیں۔ معیز عید کے روز بھی کام پر تھا۔ آغا جان البتہ دوپہر کے بعد گھر سے رخصت ہوئے تھے۔

"ویسے کوئی ئی تڑپ نہیں ہے تمھارے عشق میں۔

ہوتی تو یقین مانو مجنوں بنا کھینچا کھینچا چلا آتا وہ تمھارے پیچھے۔" باربی کیو سے انصاف کرتے ہوئے اس نے زارا کو ملامت کیا تھا۔

"بکواس مت کرو۔" زارا نے گھورا تھا۔

"ہاں جی اب ہماری باتیں تو بکواس ہی لگیں گی۔ ٹھیک ہے بس پھر چپ چاپ بخاری انکل کی بہو بن جاؤ۔ آغا جان کی تو ویسے ہی یہ ہی خواہش ہے۔" اس نے معیز سے ہونے والی گفتگو کا تذکرہ اب تک زارا سے نہیں کیا تھا۔ ورنہ یقیناً وہ اس کا حلیہ بگاڑ دیتی۔

"ویسے ایک بات بتاؤ۔ معیز بھائی کے انداز بڑے بدلے بدلے ہیں مسکراتے بھی ہیں۔ تم سے اچھی اور گہری قسم کی باتیں بھی کرنے لگے ہیں۔ اس روز لان میں بھی دیکھا تھا میں نے بہت توجہ سے محو گفتگو تھے۔ خیریت ہے نہ۔ کہیں تعویز گنڈے کرانے شروع تو نہیں کر دیئے تم نے میرے بھائی پر۔" زارا نے دل میں آئی بات کہی تھی۔

"گویا اندر سے پوری ہو تم۔ ہاں پوری نظر رکھتی ہو اپنے بھائی پر۔ اور ذرا مہربانی کرو مجھے اسکے ساتھ خوامخواہ مت گھسیٹو تم مجھے کوئی دلچسپی نہیں اس میں اور یہ وقت ہوا چاہتا ہے فلم دیکھنے کا اس لیے اب خاموش ہو جاؤ اس نے ٹی وی آن کرتے ہوئے اسے خاموش کروا دیا تھا۔

دو دن یونہی سب سے ملنے ملانے اور طرح طرح کے کھانے بنانے میں گزر گئے تھے چوتھے روز جب وہ سو کر اٹھی تو۔ بابا جان اور ماما کو گھر پر پا کر از حد خوش ہوئی تھی۔ گھر میں صیح معنوں میں آج عید ہو گئی تھی۔ رات میز طرح طرح کے کھانوں سے سجا ہوا تھا۔

اچانک ہی بخاری انکل اپنی بہن اور بھانجے کے ہمراہ چلے آئے تھے۔ ان کی آمد پر پتہ چلا تھا۔

آغا جان نے انھیں مدعو کیا تھا تا کہ وہ بابا اور ماما سے مل سکیں۔ پھر ہی انھیں فائنل جواب دیا جانا تھا۔

"ارے مل لیتے ہیں مل لینے میں کیا حرج ہے کیا معلوم کچھ اچھا ہی ہو جائے۔" ذوبیہ نے زارا کو یہ جملہ یونہی کہا تھا مگر جب وہ ڈائننگ ٹیبل پر پہنچیں تو حقیقتاً ششدر رہ گئیں تھیں۔ سامنے ہی تو میز پر بخاری انکل کے عین برابر کیپٹن دلشیر بیٹھا مسکرا رہا تھا۔ سلام دعا کے بعد کھانا بڑے خوشگوار ماحول میں کھایا گیا تھا۔ زارا بے یقینی میں گھری اپنی قسمت پر نازاں تھی تو وہیں بنا تحقیق معیز سے اتنا سب کہہ دینے پر ذوبیہ پریشان تھی۔

"زارا ایک چھوٹا سا مسئلہ ہے۔" زارا کچن میں چائے بنا رہی تھی جب وہ اسکی پیچھے چلی آئی تھی۔

"یار اس جہاں کا کوئی مسئلہ اب مسئلہ نہیں ہے۔" وہ چہک کر بولی تھی۔

"جہان کا مسئلہ ہے بلکہ جہان ہی کا تو مسئلہ ہے۔" وہ بیچارگی سے گویا ہوئی تھی۔

"کیا مطلب۔" زارا چائے کپ میں انڈیل کر پلٹی تھی۔

"میں نے دراصل معیز سے کہہ دیا تھا کے تم اس رشتے پر خوش نہیں تو وہ انکار کر دے۔ ڈرتے ڈرتے اس نے اپنی کارستانی اس کے گوش گزار کی تھی۔ فضا میں یک لخت سناٹا چھا گیا تھا۔ پھر زارا کے پہ در پہ گھونسوں اور ذوبیہ کی دبی دبی چیخوں کی آوازیں ابھری تھیں۔

"تم سے کہا کس نے تھا درمیان میں گھسنے کو۔ تم سے دوستوں سے دشمن بھلے۔" زارا غم و غصے سے نڈھال تھی۔

"خدا کا خوف کرو میں نے تو تمھارے غم کی تدبیر کرنے کی کوشش کی تھی مجھے کیا معلوم تھا کے آگے سے جہان نکلے گا۔" اس نے اپنا دفاع کرنا چاہا۔

"پورا ناول پڑھا تھا نہ تم نے پتہ ہے نہ جہان کہیں سے بھی نکل سکتا ہے۔" تھک کر دور ہٹتے ہوئے زارا مسلسل اسے گھور رہی تھی۔

"جس طرح رائتہ پھیلایا ہے۔ اسی طرح ابھی اور اسی وقت صاف کرو ورنہ ابھی جا کر معیز بھائی کو بتا دوں گی۔ ان کی سراسر ذاتی شاعری تم نے ان کے دراز سے نکال کر چھپنے دے رکھی ہے۔" زارا نے دھمکی دی تو وہ سرپٹ باہر بھاگی سب ہی ڈرائنگ روم میں موجود تھے۔ موضوع گفتگو وہی تھا جسکی وہ توقع کر رہی تھی۔

"معیز آپ سے کوئی باہر ملنے آیا ہے۔" اس نے معیز کے قریب پہنچ کر کہا تو وہ حیران ہوتا اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ بھی اس کے پیچھے ہولی۔ مگر عین درمیان میں ماما نے روک لیا۔

"دم تو لو کچھ ضروری پوچھنا ہے تم سے۔" وہ اگر افراتفری میں نہ ہوتی تو ان کے لہجے پر ضرور غور کرتی جو خاصا پر اصرار تھا۔

"زارا کا رشتہ آیا ہے۔ اس موقع پر تمھارے تایا نے سوچا ہے۔ تمہاری رخصتی بھی اس کے ساتھ ہی ہو جائے۔ معیز ہمیں تو بہت پسند ہے۔ تم سے پوچھنا تھا۔" ان کی بات سن کر وہ کوئی جواب دیتی۔ اس سے پہلے ہی اسے معیز آتا دکھائی دیا تھا۔

"اوہ ہو۔ ٹھیک ہے میں آتی ہوں۔" وہ انھیں اپنی جانب سے ٹال کر باہر بھاگی تھی۔ مگر انھوں نے کچھ اور ہی سمجھ کر فیصلہ کر دیا تھا۔

"باہر تو کوئی بھی نہیں۔" معیز نے اسی سے دریافت کیا۔

"مجھے معلوم ہے۔ دراصل مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔ ایسی کیا ایمرجنسی بات ہے۔ اگر زارا کے بارے میں ہے تو بابا جان انکار ہی کرنے والے ہیں۔" اس نے اپنی جانب سے اندازہ لگایا تھا۔

"یہ ہی تو مسئلہ ہے انکار نہیں کرنا۔ خدارا اس رشتے پر ہاں کہلوا دیجئے۔" وہ ملتجی تھی۔

"مگر تم نے ہی تو کہا تھا زارا کسی اور سے شادی کرنا چاہتی ہے۔" وہ الجھا۔

"ہاں میں نے کہا تھا مگر مجھ سے غلطی ہو گئی میں نہیں جانتی تھی۔ اس نے نے زارا کو دھوکہ دے دیا تھا اسکی شادی کہیں اور ہو گئی ہے۔ زارا کی غلطی نہیں میں ہی لاعلم تھی۔" بروقت گھڑا گھڑایا جھوٹ اس کے پاس تیار ہی رہتا تھا۔ معیز لب بھینچتا اسے کچھ سخت کہنے سے خود کو روکتا ایک تیز نظر اس پر ڈال کر برق رفتاری سے اندر چلا گیا تھا۔

"میرے لیے تو آج کا دن ہی خراب ہے۔" وہ بڑبڑائی۔ "اور یہ ماما کیا کہہ رہی تھیں۔ میری اور معیز کی شادی ہو ہی نہ جائے کہیں۔ خیر مجھے کیا ہے وہ خود ہی انکار کر دے گا۔" یہ سوچ کر ہی وہ مطمئن ہو گئی تھی۔

مگر چند دن بعد اسے اطلاع ملی تھی کہ اسکی اور زارا کی شادی کی تاریخ طے پا گئی تھی۔ دو روز کے وقفے سے دونوں کی رخصتی تھی وہ بھی محض چند روز بعد اسکا مطلب تھا۔ معیز نے انکار نہیں کیا تھا۔ ذوبیہ کا جی چاہ رہا تھا وہ اس کے سامنے جائے تو وہ اسکا سر پھاڑ ڈالے۔

"کمینہ، بے غیرت، دھوکے باز، آدمی مجھ سے فراڈ۔۔۔ ثمر ثمر کرتا رہا مگر شادی مجھ سے کرے گا۔ ایک بار دکھائی دے یہ مجھے۔" وہ شدت سے اسکی منتظر تھی۔

مگر رات گئے پتہ چلا کے وہ ایڈ شوٹ کرنے مری چلا گیا تھا۔ پھر کیا۔ اس نے فون پر فون ملائے تھے۔ مگر نمبر مل کر ہی نہیں دے رہا۔ یونیورسٹی میں بھی سارہ دن جلتے کلستے گزرتا۔ گھر پر شادی کے ہنگامے دیکھ کر اور بھی غصہ آنے لگتا کئی بار اس نے سوچا تھا۔ سب کو صاف انکار کر دے مگر جب سب کی گڈ بکس میں رہنے کی خاطر اس نے انکار نہیں کیا تھا۔ تو پھر وہ کیوں بری بنتی۔ یہی سوچ تھی جس نے اسے روکے رکھا تھا۔

بلآخر چوتھے روز رات گئے وہ لوٹا تھا۔ سب سو چکے تھے۔ مگر وہ یونہی جاگ رہی تھی۔ وہ بنا دستک دیئے کمرے میں داخل ہوئی تو وہ سامنے ہی صوفے پر پاؤں پھیلائے بیٹھا تھا۔

"میرا سکون غارت کر کے خود کس مزے سے بیٹھے ہیں آپ۔" وہ تلملائی۔

"کیا مطلب۔" وہ انجان بنا۔

"مطلب آپکو معلوم نہیں ہے۔ آپ نے مجھ سے شادی کے لیے ہاں کیا سوچ کر کی تھی۔ میں ایسا ہرگز نہیں ہونے دوں گی۔"

"یہی سوچ کر تو کی تھی کے تم تو ایسا ہرگز ہونے نہیں دو گی۔ پھر انکار کر کے میں کیوں سب کو تاویلیں دوں۔" اس نے بڑے تحمل سے اپنے عمل کی وضاحت کی تھی۔

"بہت خوب ایسی بات ہے تو پھر بھول جائیں کے میں آپکے عشق کے لیے قربانی کا بکرہ بنوں گی۔ فاتحہ پڑھ لیں اپنے اور ثمر کے مشترکہ پیار پر۔"

"یعنی تم معید حسن کے ساتھ کی گئی اپنی کمٹمینٹ سے پھر جاؤ گی۔" وہ بڑے صدمے میں گھرا ہوا تھا۔ اب وہ اسے کیا بتاتی ایسے کسی بھی شخص کا وجود ہی اس دنیا میں نہیں تھا۔ اس احساس نے اسے بے کل کیا تھا۔ مگر معیز تو ثمر کو سچ میں کھو رہا تھا۔ اس بات پر اسے بہت اطمینان ہوا تھا۔

"اس دھوکے کے بعد آپ سے بدلہ لینے کے لیے میں کوئی بھی کمیٹمینٹ توڑ سکتی ہوں۔ البتہ اپنی فکر کریں کیونکہ میں تو انکار نہیں کرونگی

آپ اگر خود غرض ہیں تو میں بہت ضدی ہوں۔"

وہ تڑخ کر بولی تھی۔

"فی الحال تو تم اس بات پر غور کرو کے آدھی رات کو تم اپنے ہونے والے شوہر کے کمرے میں کھڑی ہو۔ کوئی آگیا تو کیا کیا سوچے گا۔" معیز اپنی جگہ سے اب تک ٹس سے مس نہیں ہوا تھا۔ جبکہ وہ اس کے روبرو کھڑی تھی۔

"بھاڑ میں جائیں آپ۔" وہ تن فن کرتی جس طرح آئی تھی۔ اسی طرح رخصت ہوئی وہ سر جھٹک کر رہ گیا تھا۔

"مجھے معید حسن نہ مل سکا تو کیا ہوا۔ معیز علی خان تمہیں بھی ثمر کی صورت ہرگز نہیں دیکھنے دونگی۔" اس نے دل ہی دل میں ٹھان لیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شادی کی شاپنگ زور و شور سے جاری تھی۔ زارا نہایت خوش تھی۔ گو کہ کیپٹن دلشیر کی جانب سے کوئی پیش گوئی نہیں ہوئی تھی۔ مگر وہ اس رشتے پر راضی تھا۔ یہ ہی بات زارا کو خوش کرنے کے لیے کافی تھی۔

"ویسے تم نے پھر بھائی سے اس دن کہا کیا تھا۔ جو انہوں نے فوراً سارا معاملہ ہی سنبھال لیا تھا۔" یونہی زارا کو خیال آیا تو اس نے ایک روز پوچھ لیا تھا۔

"جو کہنا چاہئیے تھا۔ جس لڑکے میں تم انٹرسٹڈ تھیں وہ دھوکہ دے گیا۔ بس مختصر اور جامع بات سنتے ہی وہ سمجھ گیا تھا۔" جواب سن کر زارا کا دل چاہا وہ اسکا خون پی جائے۔ مگر وہ کف افسوس مل کر رہ گئی تھی۔

زیادہ تر خریداری ماما ہی نے کی تھی۔ یہاں تک کے شادی میں دو روز ہی باقی تھے۔ کہ وہ بے زار بے زار سی ٹی وی کے سامنے بیٹھی شاید کوئی نیا ڈرامہ تھا۔ مگر ٹی وی اسکرین پر اسے معید احمد دکھائی دیا تھا۔ وہی حلیہ وہی سادگی وہی زوہا جو اس سے جھگڑ رہی تھی۔ ذوبیہ کو وہ دنیا کا بہترین مرد لگا تھا۔ دل ہاتھوں سے پھسلا چلا جا رہا تھا۔ اب اتنے انتظار اتنے سالوں بعد وہ اسے دکھائی دیا تھا۔ وہ وہی

اسکا ہیرو جسے وہ پہچان نہیں پائی تھی اور اب جب وہ دکھائی دیا تھا اور دل نے اس کے حق میں گواہی دی تھی۔ تو وہ نہ اس سے اظہار محبت کرنے کے قابل رہی تھی۔ نہ مزید کچھ کہنے کے دل ریزہ ریزہ ہونے لگا تھا۔ نکاح کے روز بھی اسے چپ ہی لگی ہوئی تھی۔

"اب تو خوش ہو تم معیز بھائی ہی معید حسن کی چھوئی نکلے۔" دلہن بنی اسٹیج پر بیٹھی ذوبیہ کے کان میں سرگوشی کرنے والی زارا ہی تھی ۔ وہ دل ہی دل میں معترف تھی۔ اس نے بلاوجہ انا میں آکر معیز سے بیر لگا رکھا تھا۔ وہ اتنا برا بھی نہیں تھا مگر سوال اب یہ تھا۔ کہ وہ اسکا تھا یا نہیں چاہے جیسا بھی تھا۔ وہ تو ثمر سے محبت کرتا تھا۔ اس سوچ نے ہی اس کے دل کو بے چین کر دیا تھا۔ کوئی ٹکراؤ کوئی بڑا حادثہ نہیں گذرا تھا۔ سب ویسا ہی تھا۔ مگر ذوبیہ کا دل معیز کے لیے بدل گیا تھا۔ یا پھر اس پر پڑا انا کا پردہ ہٹ گیا تھا۔ جس کے نیچے معیز کے لیے دبے اس کے محبت کے احساسات ابھر کر سامنے آئے تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

زارا کی نگاہیں مسلسل اس کے انتظار میں تھی۔ مگر وہ دشمن جاں کہیں دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ اس روز بھی سب کے درمیان اس نے ان سے سلام دعا سے زیادہ کوئی بات نہیں کی تھی۔ حتی کے اس روز کنسرٹ والے واقع کا تذکرہ تک نہیں کیا تھا۔ بلکہ وہ تو مکمل اجنبی بنا بیٹھا رہا تھا۔ اس کے بعد بھی اس سے ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ نہ ہی اس نے کوئی پیش رفت کی تھی۔

زارا کی رخصتی ذوبیہ کے بعد ہونا قرار پائی تھی۔ کیپٹن دلشیر بلاشبہ مدعو تھے۔ تھوڑی جدوجہد کے بعد وہ اسے معیز کے ساتھ بیٹھا دکھائی دے گیا تھا۔ زارا کا دل اپنے آپ میں ہی سمٹا تھا۔ کچھ دیر بعد وہ بھی معیز کے ہمراہ اسٹیج پر آموجود ہوا تھا۔ نکاح تھوڑی دیر پہلے میک اپ روم میں ہو چکا تھا۔ مہندی کی رسم سے معیز نے صاف انکار کر دیا تھا۔

"یہ شادی ہے یا کسی بات کو سوگ منایا جا رہا ہے۔" ذوبیہ کو سخت اعتراض ہوا تھا۔

"یہ بھائی کو ہو کیا گیا ہے۔ سادگی کے نام پر شادی کا سارا مزہ ہی کر کرا کر رہے ہیں۔" زارا نے بھی اسکی حمایت کی تھی۔

"وہ تو اپنی محبوبہ سے جدائی کے غم میں گھلا جا رہا ہے۔ افسوس کا ماحول تو چاہے گا ہی۔ میری اکلوتی شادی کا بھی سارا مزہ غارت کر دیا ہے۔ اب کیا میں آغا جان اور بابا سے مہندی اور ہلے گلے کی فرمائش کرتی اچھی لگوں گی۔" وہ مزید کلسی تھی۔

"رہنے دو میں نے جو کر لی تھی فرمائش مگر بھائی نے جانے کیا پٹی پڑھائی ہے۔ سب کو لگتا ہے۔ بھائی کو میڈیا کی آمد کا خطرہ ہے۔ وہ دراصل ابھی اپنی شادی کی نیوز آؤٹ نہیں کرنا چاہتے۔" زارا کے اندازے پر اسکا دل بجھ کر رہ گیا تھا۔

اوپر سے معید حسن کے صحر انگیز روپ میں معیز کو دیکھ چکی تھی سونے پر سہاگہ اس سے جڑنے والا بندھن تھا۔ ایسا بندھن جس میں محبت خود خدا ڈالتا ہے۔ وہ اسے نیا نیا اور اچھا اچھا لگنے لگا تھا۔ یوں کہیے محبت کی شروعات ہو چکی تھی۔ مگر ساتھ ہی معیز کی بے رخی اور دل جلانے والی حرکتیں بھی عروج پر تھیں۔ بیچاری ذوبیہ کی سمجھ سے بالاتر تھی ہر بات کے کیا ہو رہا تھا؟ اور کیوں ہو رہا تھا۔؟

"معیز بھائی ذوبیہ تو ہمیں یہ ہی قصے سناتی رہی کی بہت جلد آپ کسی ایکٹرس سے شادی کرنے والے ہیں۔ مگر گنگا تو الٹی ہی بہہ نکلی ہے آپ تو خود ذوبیہ ہی کو اڑالے جارہے ہیں۔ یہ علینا تھی جو ذوبیہ کے برابر بیٹھے معیز سے مخاطب تھی۔

"بس بعض اوقات انسان سوچتا اور چاہتا کچھ اور ہے مگر اسی کا نام بحر حال تقدیر ہے۔" وہ بڑی سنجید گی سے بولا تھا۔

"واہ کیا بات ہے۔ پر آپ کی تقدیر میں اب جو بھی ہے سکون نہیں رہا۔" علینا اپنی جانب سے پیشن گوئی کی تھی۔ ذوبیہ دل مسوس کر رہ گئی۔ اسی منحوس پر دل نے آنا تھا۔ اس سے قبل اگر ہاشم کا ردار مل جاتا تو اسی کو ہاں کر دیتی میں اس اکڑو کو ذرا برابر بھنک لگ گئی۔ میرے دل کے حال کی یہ تو جینا حرام کر دے گا۔ اس نے کف افسوس ملا تھا۔

رخصتی ہوئی تو رات کافی گہری ہو چکی تھی۔ دروزہ روکائی کی رسم کے وقت زارا اس سے بلینک چیک کا مطالبہ کیا تھا۔

"دلہن دیکھ کر فرمائش کرو۔۔۔ ایسا بھی کوئی اندھیر نہیں مچا کے ذوبیہ کی ہمسفری پا کر میں ایسا باولہ ہو جاؤں گا اور ایسی بے وقوفی کر بیٹھوں گا۔" بڑے آرام سے اپنی رائے کا اظہار کرتا وہ ذوبیہ کو سلگا گیا تھا۔ اس کے تو گویا سر پر لگی تلوں پر بجھی۔

"ہاں تو شادی سے پہلے سوچ لیتے نہ۔ آپ میں نے تو کھلم کھلا اپنا اظہار رائے آپ تک پہنچایا تھا۔ یوں بھی قسمت اچھی ہے۔ آپکی مجھ سی سادہ وحسین لڑکی سے شادی ہوئی ہے۔ آپکی البتہ ناانصافی میرے ساتھ ہوئی ہے۔" وہاں ان تینوں کے سوا کوئی چوتھا نہیں تھا۔ سو اس نے دل کھول کر بھڑاس نکالی تھی۔

"خیر اظہار رائے سے کیا فرق پڑتا ہے۔ وہ تو میں نے بھی بڑا واضح کیا تھا۔ مگر کوئی مجھے نیچا دکھانے میں اس حد تک مصروف تھا۔ اس کو معاملے کی سنگینی کا احساس ہی نہیں ہوا تھا۔" زارا ان دونوں کی شکل دیکھ کر رہ گئی تھی۔

"آپ کو بس لڑنے کا مواقع چاہیئے۔ رہنے دیجئے کم سے کم آج تو بخش دیں ایک دوسرے کو۔" زارا نے انھیں ٹوکا تھا۔ معیز نے شانے اچکا کر اپنا اے ٹی ایم کارڈ بٹوے سے نکال کر زارا کے حوالے کیا تو وہ کھل اٹھی تھی۔ وہ انھیں مزید تنگ کیے بنا الوداع کہتی ہوئی چلی گئی تھی۔

ذوبیہ کو معیز کے ساتھ اس کے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے عجیب سے احساسات نے آن گھیرا تھا۔ خود معیز فریش ہونے واش روم میں گھس چکا تھا۔ ذوبیہ اس کے بیڈ پر دراز ہوئی تھی۔ کچھ ہی دیر میں وہ ڈھیلا ڈھالا لباس پہنے بر آمد ہوا تھا۔ ذوبیہ کا دل مٹھیوں میں آنے لگا تھا۔ حلانکہ وہ کسی قسم کی خوش فہمی کا شکار نہیں تھی۔ مگر رشتہ ہی ایسا تھا کے دل میں کھدبد سی مچنے لگی تھی۔ مگر معیز اسے مکمل اگنور کرتا۔ صوفے پر دراز ہوا تھا۔ اور تھوڑی ہی دیر میں نیند کے مزے لوٹ رہا تھا۔ ذوبیہ دل مسوس کر رہ گئی۔

"سڑو ایک بار تعریف ہی کر دیتا۔" وہ جلتی بھنتی رہ گئی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

صبح آنکھ کھلی تو وہ کمرے میں سرے سے موجود ہی نہیں تھا۔

"بڑے چاؤ سے فرمارہا تھا رومینس کی عمر نکلی جارہی ہے۔ مجھے تو لگتا ہے میری عمر نکل جائے گی۔ کیا قسمت پائی ہے ساری عمر جس بندے سے چڑتے اور اس کے خلاف سازشیں کرتے گزار دیا سی سے بدلہ لینے اور ضد میں آکر شادی کی ہامی بھرلی تھی۔ عین وقت پر تقدیر نے پلٹا کھایا تھا۔ اور معیز کا خیال محبت میں لپٹ کر اس کے دل میں آن سمایا تھا۔ مگر صرف اس کے دل کی کیفیت بدلی تھی۔ معیز پر تو جیسے نکاح کے بعد بھی کوئی اثر نہیں پڑا تھا۔ عجیب سنگدل آدمی ہے۔" وہ جتنا کڑھ سکتی تھی کڑھ رہی تھی۔

لباس تبدیل کر کے فریش ہو کر باہر آئی تو سب ہی لاؤنج میں موجود تھے سب کو مشترکہ سلام کرنے کے بعد وہیں آ بیٹھی تھی۔

اپنوں کے درمیان بھی عجیب سی جھجک محسوس ہو رہی تھی اسے۔ ناشتہ کا بہانہ کر کے وہ اٹھ گئی تھی۔

"تم ادھر ہو۔ میں ہوں کے تمہیں گھر بھر میں ڈھونڈتی پھر رہی ہوں۔" وہ اپنے کمرے میں تھی۔ جب زارا اسکی تلاش میں وہاں آدھمکی تھی۔

"سناؤ پھر کیسی رہی ویڈنگ نائٹ کیا گفٹ ملا منہ دکھائی میں۔" زارا بیڈ پر اس کے برابر آبیٹھی تھی۔

"کنجوسی۔" وہ منہ پھاڑ کر بولی تھی۔

"مطلب۔" وہ الجھی۔

"مطلب تم جاکے اپنے بھائی سے پوچھو مجھے تو سمجھ نہیں آتا وہ کونسی منحوس گھڑی تھی۔ جس میں میری عقل گھاس چرنے چلی گئی تھی۔ ایک بے حس آدمی سے شادی کرلی میں نے کھیل کھیل میں۔" وہ سخت دلبرداشتہ تھی۔

"ایسی بھی کوئی بات نہیں تمہیں تو ایک کی چار کرنے کی عادت ہے۔ درحقیقت تم دل ہی دل میں موقع کی تلاش میں تھی۔ کب تمہیں موقع ملے اور کب تم میرے بھائی پر نشانہ لگاؤ۔ ان کی شادی میں سب سے زیادہ دلچسپی تمہیں ہی تھی نہ۔ بھائی نے سوچا کیوں نہ تم سے ہی کرلیں۔ ورنہ تمام عمر تم ان کی ازدواجی زندگی میں ٹانگ اڑاتی ہی رہو گی۔" زارا نے کسی بات پر کان نہیں دھرے تھے۔

ادھر سے بھی اسے مایوسی کا سامنا ہوا تھا۔ رات کو بادل نخواستہ سب کو گرین سگنل دکھانے کی غرض سے وہ معیز کے کمرے ہی میں تھی۔

وہ لیپ ٹاپ پر کچھ لکھنے میں مصروف تھا، اس نے بیڈ کے دوسری جانب بیٹھتے ہوا جھانکا تھا۔ مگر کچھ دکھائی نہیں دیا تھا۔

"ویسے اب تک ثمر کو اس دھوکے کا پتہ چل ہی گیا ہو گا۔ میرے خیال سے آئندہ وہ آپکی شکل بھی دیکھنا نہیں چاہ رہی ہو گی۔" ذوبیہ اب عادت سے مجبور ہو چکی تھی۔ معیز سے بحث کیے بنا چین اسے بھی نہیں آتا تھا۔

"خام خیالی ہے تمہاری تم شاید بھول رہی ہو۔ مرد کو چار چار شادیوں کی اجازت ہے اور ثمر کے لیے میری تم سے شادی معمولی سی بات ہے۔

میں اسے بتا چکا ہوں کے تم سے شادی تو گھر والوں کی رضا کی خاطر کرلی ہے میں نے۔ ورنہ تمہارا میرے اسٹیٹس سے کیا میچ۔ وہ اتنی انڈراسٹینڈنگ ہے کے میری بات سمجھ بھی گئی اور مان بھی گئی ایک تم ہو۔ جو نہ کوئی بات سمجھتی ہو نہ کچھ ماننے کے لیے تیار ہوتی ہو۔ ویسے میری دوسری شادی تم مینج کرلو گی نہ۔ میرا مطلب کوئی ایشو تو نہیں ہو گا تمہیں۔" وہ تفصیل سے اسے جواب دیتا اسی کی جانب متوجہ ہو چکا تھا۔

"مجھے کیوں پرابلم ہو گی۔ ویسے بھی آپ جیسے فلرٹ میں مجھے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔ شوق سے کریں جو کرنا ہے بلکہ مجھے تو بڑی خوشی ہو گی۔ آپکی اصل صورت سب کے سامنے آئے گی۔ یہ جو معصومیت اور شرافت کا ڈھونگ ہے وہ بھی واضح ہو جائے گا۔" دھواں دھواں ہوتے چہرے کے ساتھ وہ کہہ رہی تھی۔ معیز نے بغور ایک نگاہ اس پر ڈالی سادہ سے گھریلو حلیے میں تھی۔ نکھرا دھلا چہرہ بالوں کی پونی ٹیل کیے وہ کہیں سے بھی ایک روزہ دلہن نہیں لگ رہی تھی۔

"ویسے مجھے ترس آرہا ہے۔ تم پر ساری زندگی اس شخص کے ساتھ گزرنے والی جسے تم بنا کسی ٹھوس وجہ کے انتہائی ناپسند کرتی رہی ہو۔" وہ ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے بولا تھا۔

"ترس آپ خود پر کھائیں کیونکہ ایسے تو میں آپکو بخشنے نہیں والی آپکی ان سفاکانہ حرکتوں کا کچھ تو جواب دوں گی ہی میں۔" وہ اسے وارن کر رہی تھی۔

"کیا کر سکتی ہو۔ تم میرے دراز سے پاسز چرانے میرے خلاف جھوٹے اسکینڈل چھپوانے اور میری شاعری بنا اجازت پبلش کروانے کے سوا۔" وہ اس پر افسوس کر رہا تھا۔ اسے شاعری والی بات بھی پتہ چل گئی تھی۔ وہ چونکی۔

"اس گھر میں واحد تم ہی ہو جو ایسی حرکت کر سکتی ہو افسوس مجھے اس بات کا تمھاری ان چھوٹی حرکتوں کی وجہ جاننے سے میں قاصر ہوں جہاں تک مجھے یاد ہے میں نے تمھارا آج تک کچھ نہیں بگاڑا۔"

"میری حرکتیں چھوٹی ہی صحیح آپکی حرکتوں میں بھی عظمت کے کوئی آثار نظر نہیں آرہے مجھے۔ اپنی بیوی کو اپنے عشق کی داستان سنانے جیسا اعلی کام کرنے سے کوئی بھی شریف آدمی ایسا نہیں کر سکتا۔" روانی میں وہ کیا کہہ گئی تھی۔ اسے خود بھی احساس نہیں ہوا تھا۔

"بہت خوب ایک ہی دن میں خود کو میری بیوی کے منصب پر فائز ہونے کی خوش فہمی میں مبتلا کر ڈالا ہے۔ تم نے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ میری وجاہت کے آگے بھی دل ہار ہی بیٹھو گی تم مگر بے فائدہ ہے سب میرے دل میں تو کوئی ایک لڑکی ٹھہرتی ہی نہیں ۔" وہ اسے آگاہ کر رہا تھا۔

"سوچ ہے آپکی۔" وہ تن کر بولتی رخ موڑ گئی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اگلی رات زارا کی بارات آنے والی تھی۔ سب ہی میرج ہال پہنچ چکے تھے۔ زارا دلہن بن کر خوب ہی جچ رہی تھی۔ بارات کی آمد ہوئی تو نکاح کی رسم ادا کی گئی تھی۔

"معیز سے کہو اسے تمہارے بابا بلا رہے ہیں۔" ماما نے پیغام دیا تو وہ اسکی تلاش میں نکلی۔ مگر وہ ہال میں کہیں بھی موجود نہیں تھا۔ وہ اسے کال ملاتی باہر پارکنگ میں چلی آئی۔ اس نے دوسری جانب سے شاید کال ڈسکنکٹ کر دی تھی۔ وہ رک کر اندر جانے کے لیے مڑی تو کونے میں کھڑے معیز اور ثمر کو دیکھ کر وہ ٹھٹھکی تھی۔

وہ اس کا ہاتھ تھامے اسے جانے کیا سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا۔ جبکہ وہ مسلسل نفی میں سر ہلا رہی تھی۔ اور شاید رو بھی رہی تھی۔ اسی پل اس نے معیز کے شانے سے سر ٹکایا تھا۔ ذوبیہ کو لگا اس کی سانسیں تھم جائیں گی۔ معیز کے منہ سے اسکی محبت کا قصہ وہ بارہا سن چکی تھی۔ مگر اسکا ایسا عملی مظاہرہ دیکھ کر رقابت کا شدید احساس ابھرا تھا۔ ثمر کے بال پر ہاتھ رکھے اسے مسلسل کچھ کہتے معیز کی نگاہ پلٹی۔ تو ڈبڈبائی آنکھوں سے شاک میں ڈوبی اپنی جانب دیکھتی ذوبیہ پر جا رکی تھی۔ وہ بے ساختہ اس سے جدا ہوا تھا۔ اس سے پہلے کے وہ اس کے پاس جاتا کوئی وضاحت کرتا۔ وہ بنا رکے دوڑتی ہوئی اندر بھیڑ میں گم ہو گئی تھی۔ وہ لب کچل کر رہ گیا تھا۔

اسے حقیقت میں پہلی بار ذوبیہ کی بد اعتمادی پر شدید رنج ہوا تھا۔ وگرنہ اس سے پیشتر وہ اسے اس کی ناسمجھی کم عقلی سمجھ کر زیادہ سنجیدگی سے نہیں لیتا تھا۔ ورنہ وہ اس سے ہرگز شادی پر رضامند نہ ہوتا۔

کیپٹن دلشیر کی سنگت میں دلہن بنی زارا کو اس کے کمرے تک پہنچا دیا گیا تھا۔ اسکی سسرال کراچی میں تھی۔ مگر فی الحال سب بخاری ہاوس مس ٹھرے ہوے تھے۔ اس لیے گھر زارا کے لیے قطعی اجنبی نہیں تھا۔ وہ یہاں بارہا آچکی تھی۔ بڑے انتظار کے بعد جانے کب اسکی آنکھ لگ گئی تھی۔ آنکھ کھلی تو فجر کا وقت تھا۔ کیپٹن دلشیر نماز پڑھنے میں مصروف تھا۔ وہ بھی ذہین میں اڈتی سوچوں کو یکسر نظر انداز کرتی۔ وضو کر کے نماز ادا کرنے لگی تھی۔ فارغ ہو کر جائے نماز طے کر کے رکھتی جب وہ کھڑی ہوئی تو اسے اپنی جانب ہی متوجہ پایا۔ جو کہ پہلے ہی فراغت پا کر بیڈ پر نیم دراز ہو چکا تھا۔

"معذرت چاہتا ہوں رات کچھ ایمرجنسی کی بدولت بنا بتائے ہی گھر سے غائب ہونا پڑا تھا۔" وہ گلا کھنکارتا کہہ رہا تھا۔

"کوئی بات نہیں کبھی کو تو اپنی ذاتی ترجیحات کو پس پشت ڈال کر ملک و قوم کی حفاظت کرنی ہو گی۔" وہ اسکا جملہ اسے لوٹا رہی تھی۔ وہ متاثر دکھائی دیا۔

"گویا آپ کو اتنا تو یقین ہے۔ آپ میری ذاتی ترجیح ہیں۔" وہ سیدھا بیٹھتے ہوئے شرارت سے بولا تھا۔ وہ بھی بیڈ کے کنارے آ ٹکی تھی۔ اسکی بات پر جھینپ سی گئی تھی۔

"ویسے میرے علم میں آیا ہے۔ آپ کسی سے محبت کرتی ہیں۔" وہ خاصی سنجیدگی سے گویا ہوا تھا۔ زارا کے ہوش اڑے۔ اس نے حیرت سے اسکی شکل دیکھی۔

"دیکھیں میں آپ سے یہ تو نہیں کہتا کے میں آپ کے عشق میں گرفتار ہوں۔ لیکن جب میں نے آپکو پہلی بار دیکھا تھا۔ آپ مجھے اچھی لگی تھیں۔ مگر اس لحاظ سے نہیں کے میں آپ سے شادی کر لیتا لیکن جب سر اسر گھر والوں نے میرا رشتہ تلاش کیا تو آپ پر آ کر سب ہی دل و جاں سے فدا ہوئے تھے۔ میں نے جب آپکو دوسری بار مختلف نگاہ سے دیکھا تو آپ مجھے پہلے سے زیادہ اچھی لگیں۔" وہ توقف کے لیے رکا تھا۔ زارا کا رواں رواں اسوقت کان بنا ہوا تھا۔

"مگر شادی کے عین وقت پر مجھے ذوبیہ نے بتایا آپ جہان سکندر سے محبت کرتی ہیں۔ یہ خاصی تکلیف دہ بات ہے۔ مجھ ناچیز کے لیے ایک نہ معلوم شخص سے ایسی انسیت کہ آپ مجھ میں اس کی چھوئی دیکھ کر مجھ سے شادی کر لیں۔" وہ مصنوعی دکھ بھرے لہجے میں کہتا زارا کو پر سکون کر گیا تھا۔

"ایسی کوئی بات نہیں آپ میں خود بہت سی کوالٹیز موجود ہیں۔ آپ بھی ذوبیہ کی باتوں میں خوامخواہ آرہے ہیں۔" وہ صفائی دینے لگی۔

"مثلاً کیا کوالٹیز ہیں۔" وہ اسکی جانب رخ کیے بغور اسے دیکھتا پوچھ رہا تھا۔

"آپ بہت اچھے انسان ہیں۔ آپکے جذبات بے لوث ہیں اور دیکھنے والوں کے لیے اچھے خاصے دلکش حسن کے مالک ہیں۔" وہ **جھجھکتے** ہوئے بولی تھی۔

"اور ان دیکھنے والوں میں کیا آپ شامل ہیں۔۔۔" وہ اسکا ہاتھ تھامتے ہوئے بڑے دلفریب لہجے میں پوچھ رہا تھا۔ زارا کی دل دھڑ دھڑ کرنے لگا تھا۔ وہ بول ہی نہیں پا رہی تھی۔

"ویسے یہ تو ذوبیہ کا احسان ہے۔ اس نے تمہاری محبت جو خالص میرے لیے تھی۔ اس سے مجھے خبر دار کر دیا۔ ورنہ یہ راز تو تم اپنے ہی سینے میں دفن کر دیتیں اور میں سننے کو ترستہ ہی رہ جاتا۔" میٹھے لہجے میں کہی اسکی بات پر زارا شرم سے گلابی ہو گئی تھی۔

"اس ذوبیہ کی بچی کو تو نہیں چھوڑوں گی میں۔۔۔" اس نے دل ہی دل میں مصمم ارادہ کیا تھا۔ زارا کی محبت کی مختصر مگر خوشیوں سے بھرپور داستان میں کیپٹن دلشیر کی وارفتگی نے چار چاند لگا دئے تھے۔

ذوبیہ رات معیز کے کمرے میں آنے سے پہلے ہی سونے کے لیے لیٹ چکی تھی۔ اس نے چاہتے ہوئے بھی اس سے بات نہیں کی تھی۔ ان کی رسم ولیمہ بھی معیز کے کہنے پر فی الحال نہیں رکھا گیا تھا۔ وہ چاہتا تھا میڈیا میں اناونس کرتے وقت وہ بڑی دھوم دھام سے اپنے کولیگز کو مدعو کر کے ولیمہ کرنا چاہ رہا تھا۔

اگلے روز چونکہ زارا کا ولیمہ تھا۔ اس لیے سبھی شرکت کے لیے تیار ہو چکے تھے۔ ذوبیہ بھی خاموشی سے تیار ہو کر بیٹھی تھی۔

"تم تو معیز کے ساتھ ہی آؤ گی نہ۔" جانے سے پہلے وہ ماما اس کے کمرے میں آئیں تھیں۔ معیز ابھی تک تیار ہونے میں مصروف تھا۔

"نہیں ماما آپ اگر جا رہی ہیں تو میں آپکے ساتھ چلتی ہوں۔" اس نے کہا تھا۔ لہجے میں بے پناہ سنجیدگی تھی۔ جبکہ اس کی آنکھیں سوجھ کر سرخ متورم ہو رہیں تھیں۔ شاید وہ روتی رہی تھی۔ معیز نے ایک نگاہ اس پر ڈالی تھی۔

"نہیں چچی جان آپ چچا جان اور آغا جان کے ساتھ جائیں۔ ذوبیہ میرے ساتھ ہی آ جائے گی۔" معیز نے مداخلت کی تو ذوبیہ کے اصرار کے باوجود وہ اسے رکنے کا کہہ کر چلیں گئیں تھیں۔ جانا چونکہ لازمی تھا۔ اور وہ معیز کو کسی بھی قسم کا تاثر نہیں دینا چاہتی تھی کہ اسے فرق پڑا تھا۔ اس لیے اس کے ہمراہ اسکی شاندار گاڑی میں سوار ہو گئی تھی۔

وہ سیاہ فراق میں ملبوس آنکھوں میں کاجل لگائے، پنک لپ اسٹک ہونٹوں پر سجائے کھلے بالوں میں سادہ مگر دلکش دکھائی دے رہی تھی۔ بیک سیٹ پر مٹھائیوں اور چند تحائف کے ٹوکرے دھرے تھے اسی لیے وہ فرنٹ سیٹ پر براجمان تھی۔ معیز کے کلون کی مہک اس کی سانسوں کو معطر کر رہی تھی۔ وہ مسلسل کھڑکی سے باہر دیکھنے میں مصروف تھی۔ معیز نے ہاتھ بڑھا کر نرمی سے اسکا ہاتھ تھاما تھا۔ وہ کرنٹ کھا کر پلٹی تھی۔ نا سمجھی کے عالم میں اسے دیکھنے لگی۔

"خوبصورت لگ رہی ہو بلیک کلر تم پر ہمیشہ سے جچتا ہے۔" وہ مخمور لہجے میں کہتا بالکل مختلف معیز دکھائی دے رہا تھا۔ مگر اسکے لہجے کی گہرائی ذوبیہ سمجھ ہی نہیں پا رہی تھی۔ اسکی آنکھوں پر بدگمانی اور شک کی اندھی پٹی بندھی ہوئی تھی۔

"ہاتھ چھوڑیں۔" اس نے سختی سے کہا۔ ساتھ ہی ناکام سی کوشش بھی کر ڈالی تھی۔ مگر اس کے ہاتھ پر معیز کی گرفت مزید مضبوط ہوئی تھی۔

"میں نے تم سے معید احمد کے متعلق ایک بھی سوال نہیں کیا۔" وہ بڑی معنی خیزی سے بولا تھا۔

"کیونکہ آپ جانتے ہیں اسکا کوئی وجود نہیں وہ ایک ثانوی کردار سے زیادہ کچھ نہیں۔" وہ تڑخ کر بولی تھی۔

"ہاں میں جانتا ہوں مگر جب نہیں جانتا تھا۔ میں نے تب بھی تمہارے کردار پر کیچڑ نہیں اچھالا تھا۔" وہ احتیاط سے گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے اس سے مخاطب تھا۔

"کیونکہ میرے کردار میں قابل شک کچھ موجود ہی نہیں مگر آپ۔ آپ کے لیے تو لڑکیاں ٹشو پیپرز کی طرح ہیں۔ ایک کے بعد ایک اور پھر ثمر اس سے محبت کا اعتراف تو آپ مجھ سے شادی سے بھی پہلے سے کر چکے ہیں۔ مجھ سے شادی تو آغا جان کی خاطر کی تھی نہ آپ نے پھر مجھے کیوں صفائی پیش کر رہے ہیں خاص طور پر تب جب میں اپنی آنکھوں سے آپکی حیا کا دائرہ دیکھ چکی ہوں۔ لیکن آپ کے لیے تو یہ عام سی بات ہی ہو گی۔ کبھی آن کیمرہ اور کبھی عادت سے مجبور آف کیمرہ۔ ہاتھ چھوڑیں میرا۔" اس نے ایک بار پھر سے جدوجہد کی تھی۔ مگر وہ بریک پر پیر رکھتا اس کی جانب جھکا تھا۔ گاڑی ایک جھٹکا کھا کر رکی تھی۔ وہ شعلہ بار نگاہیں اس پہ گاڑھے ہوئے تھا۔

"تمہاری یہ بدگمانیاں یہ شکی ذہنیت بے بنیاد ہے۔ مگر تمہارے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت تو صلب ہو چکی ہے۔۔ تمہارے ایک بھی الزام کا ثبوت تمہارے پاس موجود نہیں اور ایسا یقین۔۔۔"

"آپ مجھ سے دور رہیں پلیز۔۔۔۔ میں آپکی کسی بات میں نہیں آؤں گی۔ جو کچھ میں دیکھ چکی ہوں میرے لیے اتنا ثبوت کافی ہے۔ اور اچانک آپکو مجھے صفائیاں دینے کا خیال آنے لگا یہ بھی سمجھ رہی ہوں میں اپنی دسترس میں پا کر کمزور سمجھ کر آپ چند دن میرے دل کے ساتھ کھیلنے کا منصوبہ بنا رہے ہیں مگر میں اتنی کمزور نہیں ہوں نہ ہی میرے جذبات اتنے سستے ہیں کے میں آپکی ہر خامی نظر انداز کر کے آپ کی شہرت اور وقتی التفات پر اپنا سب ہار دوں۔" وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے بے خوفی اور تنفر سے کہہ رہی تھی۔ معیز نے لب بھینچ کر کچھ دیر اس کی آنکھوں میں جھانکا تھا۔ اسکا ہاتھ چھوڑ تا سیدھا ہو بیٹھا تھا۔

"مجھے تم سے شادی کر کے سوائے افسوس کے کچھ حاصل نہیں ہوا۔ تم اس قابل ہی نہیں تھیں کہ میں تم سے ایک اچھی ہمسفر ہونے کی امید باندھتا تمہاری ہر ادا کو میں نے ہمیشہ لاعلمی اور بچپنے کا نام دیا تھا۔ مگر میں غلط تھا۔ یہ تمہارا اصلی رنگ تھا۔ تمہاری سوچ ہی چھوٹی ہے۔ تمہارے دل میں بے اعتباری کی جڑیں مضبوط ہو چکیں ہیں تم بہت پچھتاؤ گی۔" کہہ کر اس نے گاڑی آگے بڑھا دی تھی۔ ذوبیہ باقی کا راستہ آنسو بہاتی رخ موڑ کر بیٹھی رہی تھی۔

دو ہی روز بعد معیز نے کراچی جانے کی اطلاع دی تھی۔ آغا جان اور بابا دونوں نے اصرار کیا تھا وہ اسے لے جانا چاہتا تھا یا نہیں مگر ذوبیہ ہرگز جانا نہیں چاہتی تھی۔ اسے در حقیقت اتنی آسانی سے معیز سے شادی کر لینے پر اصل میں شدید افسوس ہو رہا تھا۔ اس نے اس معاملے کو اس سے پہلے اتنی سنگینی سے لیا ہی نہیں تھا۔ مگر اب جب وہ سنجیدگی سے لے رہی تھی۔ تو پانی سر سے گزر چکا تھا۔

"مجھے کہیں نہیں جانا گھر پر ہی رہنا ہے۔ ویسے بھی میں بہت تھک چکی ہوں اور معیز کام سے جا رہے ہیں خوامخواہ مجھے کسی پر بوجھ نہیں بننا۔" علم میں آتے ہی اس نے انکار کر دیا تھا۔

"لو یوں تو ہر وقت تیار رہتی ہو پھرنے پھرانے کو اب جب وہ لے جا رہا ہے تو مزاج نہیں مل رہے" ماما نے اسے سنجیدگی سے ٹوکا تھا۔

"مگر وہ جب اپنی مرضی سے نہیں لے کر جانا چاہتے تو آپ کیوں ان پر زبردستی کا بوجھ مسلط کرنا چاہتے۔" وہ رکھائی اور بیزاری سے بولی تھی۔

"کیوں معیز کیا تم نہیں لے جانا چاہتے۔ ذوبیہ خفا محسوس ہو رہی ہے کوئی بات ہے کیا۔" آغا جان نے اسکا رویہ خاص محسوس کیا تھا۔

"جی نہیں۔ آغا جان کچھ خاص نہیں بس ذوبیہ چاہتی ہے۔ ہم کراچی کے بجائے ناردن ایریاز کی طرف جائیں مگر میں ابھی جا نہیں سکتا۔ کراچی میں بہت اہم پراجیکٹ ہے میرا۔" وہ مسکرا کر بولا تو ذوبیہ خاموشی سے بس اسے دیکھتی رہی تھی۔ اس جھوٹ کی وہ فورا تردید کرتی مگر گھر پر ماحول خراب خرنا اسے غیر مناسب لگا تھا۔

"تو سب کام چھوڑ چھاڑ تم وہاں کے لیے نکلو جہاں میری بہو چاہتی ہے۔" وہ لاڈ سے بولتے معیز کو حکم دے رہے تھے۔

"نہیں آغا جان اگر جانا ہی ہے تو کراچی ہی ٹھیک ہے۔۔ آج زارا بھی چلی گئی ہے کراچی دلشیر بھائی کی چھٹیاں وہ کراچی میں گزارنا چاہتے تھے۔"

"اچھا ہے ان سے بھی ملاقات ہو جائے گی زارا کی یوں بھی بہت یاد آرہی ہے۔" معیز کے کچھ کہنے سے پہلے ہی وہ بول پڑی تھی۔

"یہ بھی ٹھیک کہ رہی ہو ابھی پرسوں مل کر گئی ہے۔ پر یوں لگتا ہے جیسے برسوں بیت گئے ہوں۔" بابا نے بھی اخبار پڑھنا چھوڑ کر اظہار رائے کیا تھا۔

ولیمے کے اگلے دن ذرا ہی دیر کے زارا آئی تھی۔ اس وقت بھی اس سے اچھے سے بات نہیں ہو پائی تھی۔ مزید کوئی بحث نہیں ہوئی تھی۔ اس نے اپنی پیکنگ کر لی تھی۔ رات کی فلائیٹ سے دونوں کراچی پہنچے تھے۔ معیز نے کراچی میں کرائے پر فلیٹ لے رکھا تھا۔ اسکا یہاں آنا جانا لگا ہی رہتا تھا۔ ٹریفک کی بھیڑ سے جان چھڑا کر منزل پر پہنچے تو اچھی خاصی رات بیت چکی تھی۔ مگر روشنیوں کے شہر میں ابھی بھی شام کا سا سماں تھا۔ معیز لاؤنج میں سویا تھا اور وہ اکلوتے بیڈروم میں اگلے دن آنکھ کھلی تو وہ سامنے کھڑا ابال بنا رہا تھا۔ وہ بھی اٹھ بیٹھی۔

"ناشتہ بنا چکا ہوں کر لینا میں دیر سے آؤں گا۔" اسے اطلاع فراہم کرتا ہوا روانہ ہوا تو کچن میں چلی آئی۔ چیز سینڈوچز اسکے منتظر تھے۔ ناشتے کے بعد وقت گزاری کے لیے وہ ٹی وی دیکھتی رہی تھی۔ اس نے ایک سمسٹر کلئیر کر کے پچھلے ماہ ہی دوسرے سمیسٹر کا آغاز کیا تھا۔ مگر جس قدر چھٹیاں وہ کر چکی تھی۔ اسے ایگزامز کی فکر لاحق ہو گئی تھی۔ وہ اپنا لیپ ٹاپ ساتھ لائی تھی۔ علینا نے اسے پچھلے لیکچرز میل کر دیئے تھے۔ وہ انھیں دیکھنے لگی تھی۔

معیز رات گئے آیا تو اسکے ہاتھ میں کے۔ ایف۔ سی تھی۔ "کھالینا۔" میز پر رکھ کر وہ رکھائی سے بولا تھا۔ وہ دوبار بریڈ کھا چکی تھی۔ اب بھی بھوک لگ رہی تھی۔ بنا کوئی اکڑ دکھائے وہ کھانا اٹھا کر کمرے میں چلی گئی تھی یہ دن بھی یونہی بے اعتنائی برتتے گزر گیا تھا۔

انھیں کراچی آئے تین روز ہو چکے تھے۔ آج پہلی بار ایسا ہوا تھا کے معیز گھر پر ہی موجود تھا۔ ذوبیہ رات دیر تک پڑھتی رہی تھی اسی لیے ابھی تک سو رہی تھی۔ معیز کا کوئی گہرا دوست آیا بیٹھا تھا۔

"ویسے یار بڑا چھپا رستم نکلا تو چپکے چپکے شادی رچالی۔ ویسے بھابھی وہی ہیں نہ جو ہمہ وقت تجھے تگنی کا ناچ نچوائے رکھتیں تھیں۔ قسم سے بہت بڑا فین ہوں میں انکا۔ دکھائی نہیں دے رہیں۔ ساتھ آئیں تھیں نہ تیرے۔" نیند سے بیدار ہو کر جونہی ذوبیہ نے کمرے سے باہر قدم رکھا تھا۔ ایک نامانوس آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی تھی۔ وہ چپکے سے دروازے کے اوٹ میں ہو گئی تھی۔

"بس کچھ مت پوچھو بالکل نہیں بدلی۔ آئی تو ساتھ پر سو رہی ہے شاید۔" معیز نے بڑی آہ بھر کر جواب دیا تھا۔

"بڑی آہیں بھر رہا ہے خیر تو ہے۔" رومان معنی خیزی سے پوچھ رہا تھا۔

"ابھی تک تو خیر ہی ہے۔ تم سناؤ سنا ہے اپنی ایڈورٹائزنگ فرم کھول لی ہے تم نے۔" معیز نے موضوع کا رخ بدلا تھا۔

"ہاں بس اچھی جا رہی ہے پر موشنز کے لیے تیری ڈیٹس چاہئیں گھر کا بندہ ہے۔ سوچا پہلا ایڈ تجھ سے ہی کروایا جائے۔" وہ بے تکلفی سے کہہ رہا تھا۔

"کیوں نہیں دو چار کروڑ کا پیکج تیار کرواؤ میں حاضر ہوں۔" معیز کی بات پر وہ دونوں ٹھٹھہ لگا کر ہنسے تھے۔

"سارے دوست مختلف ملکوں میں بکھر گئے ہیں۔ اور سب ہی غائب ہیں تم اور ثمر ہی بچے ہو پاکستان میں اور وہ بھی غائب ہے۔ تم سے تو ان بن تھی وہ۔ کیسی ہے۔" رومان نے یاد آنے پر پوچھا۔ وہ ثمر اور رومان ایک ہی یونیورسٹی سے تھے۔ گہری دوستی تھی۔ تینوں میں ان کے گروپ میں اور بھی دوست تھے۔ مگر سب ہی اپنی اپنی زندگی میں مصروف ہو چکے تھے۔

"ثمر کا بھی مت پوچھو۔ بڑی نادانی کی تھی اس نے حماد شیرازی سے شادی کر کے اس کی جائیداد پر اچھا خاصا ہاتھ مار کر کمینہ طلاق دے کر لندن فرار ہو گیا ہے۔ معیز نے رومان کو اطلاع پہنچائی تو وہ افسردہ دکھائی دیا۔

"وہ تو شکل سے ہی فراڈ لگتا تھا۔ مگر ثمر کی آنکھوں پر ہی محبت کی پٹی بندھی تھی۔ بیوقوفی کی تھی اس نے اعتبار کر کے۔" رومان اظہار افسوس کر رہا تھا۔

جب کے دروازے کی اوٹ میں کھڑی سنتی ذوبیہ سن ہو کر رہ گئی تھی۔ تو کیا وہ ثمر سے محبت نہیں کرتا تھا۔ اور وہ شادی شدہ تھی۔ اس نے سوچا تک نہیں تھا کسی روز اسے یہ خبر بھی ملے گی۔

"ہوتیں ہیں چند کم عقل لڑکیاں جن کو انسانوں کی صحیح پہچان نہیں ہوتی۔ کچھ اعتبار کرنے میں جلدی کرتیں ہیں اور کچھ سامنے والے کی پہچان ہوتے ہوئے بھی بے اعتباری کا مظاہرہ کرتی ہیں۔" معیز کے لہجے میں ذوبیہ کو طنز کی کاٹ محسوس ہوئی تھی۔

"چھوڑو اتنے دن بعد ملے ہیں دل برا مت کر۔ کم سے کم اب ثمر کو اس دھوکے باز کے ساتھ مزید تو رہنا نہیں پڑے گا۔ وہ اچھی ہے اسے اچھا ساتھ مل ہی جائے گا۔ معیز نے رومان کو اداس ہوتے دیکھ کر موضوع چھوڑنے کا کہا تھا۔

"چلو خیر ہم تینوں میں سے کسی ایک کی پریم کہانی تو مکمل ہوئی۔ میری والی کی تو میرے پرپوز کرنے سے پہلے ہی شادی ہو گئی تھی۔ مگر تم نے کیا قسمت پائی ہے۔ یار ادھر تم نے اپنے آغا جان کے سامنے اپنی محبوبہ کا نام پیش کیا۔ ادھر انھوں نے جھٹ منگنی پٹ بیاہ کروا کر زندگی سنوار دی تمھاری۔" وہ اس کی قسمت پر رشک کر رہا تھا۔ معیز مسکرا کر رہ گیا۔

"اب چلتا ہوں آفس جانا ہے۔ ضروری میٹنگ ہے۔ ڈیٹس نکال کر اطلاع دینا۔" رومان جانے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

'بیٹھو یار۔ ذوبیہ سے مل کر جانا۔" معیز نے اسے روکنا چاہا تھا۔

"ضرور ملوں گا تو بلکہ پرسوں بھابھی کو ڈنر پر لے کر آنا۔ آدھی انڈسٹری کے لوگ آئیں گے اچھا ہے وہ سب سے مل لیں گی۔ زبیری صاحب کی برآنڈ کی اوپننگ ہے۔ اچھا ماحول ہو گا۔" رومان نے اسے مشورہ دیا۔

"نہیں یار۔ وہاں نہیں تم جانتے ہو انڈسٹری کا ماحول کیسا ہے۔ لوگ عورت کو شو پیس سمجھتے ہیں۔ بلاوجہ فری ہونے کی کوشش کرتے ہیں میں اسے ایسی کسی بھی جگہ نہیں لے جانا چاہتا جہاں لوگ اس کو بری نگاہوں سے دیکھیں۔ اور وہ ہے بھی بے وقوف سی کسی کی بھی باتوں میں آجاتی ہے۔" معیز نے صاف انکار کیا تھا۔ ذوبیہ پہلی مرتبہ اس کے انکار کی اصل وجہ جان رہی تھی۔ اسکا جی چاہ رہا تھا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔ اتنے انکشافات کے بعد وہ اس سے سامنا کرنے کی ہمت ہرگز نہیں رکھتی تھی۔ وہ اسے کوئلہ سمجھتی رہی تھی اور وہ تو ہیرا نکلا تھا۔ اسے سچ میں اپنی سوچوں پر شدید ندامت ہوئی تھی۔

"اوہو۔۔۔ پوزیسو ہو رہے ہو اچھی بات ہے۔ ویسے پوزیسو تو بھابھی بھی ہوتی ہو نگی خاص کر تیرے اسکینڈل پڑھ کر۔" اب وہ اسے کیا بتاتا ایک تو خود اسی کا چھپوایا ہوا تھا۔ البتہ پہلا بھی بے بنیاد اور جھوٹا تھا۔

"کچھ مت پوچھو ضرورت سے زیادہ ہی پوزیسو ہے کچھ۔۔" معیز کچھ یاد آنے پر کھل کر مسکرایا تھا۔ رومان کے جانے کے کافی دیر بعد جب وہ باہر آئی۔ تو معیز کچن میں کچھ پکانے میں مصروف ہو چکا تھا۔

"تیار ہو جاؤ۔ زارا اور دلشیر ہمیں پک کرنے آرہے ہیں۔ آؤٹنگ کا پلان بنایا ہے ان دونوں نے۔" معیز ایک نظر اس پر ڈال کر کہا۔ تو وہ اس کے قریب چلی آئی۔ وہ چیز آملیٹ بنا رہا تھا۔

"میں بناتی ہوں۔" اس نے آفر کی۔ "نہیں میں کر لوں گا۔" اس نے دوٹوک لہجے میں انکار کیا تھا۔

"آپ آج کام پر نہیں گئے۔" اس نے دل کڑا کر بات کا آغاز کیا تھا۔

"نہیں آج آف تھا۔ بلکہ پرسوں تک واپسی کا پلان ہے تم بھی تنگ آگئی ہو گی میرے ساتھ رہ رہ کر۔" معیز کی بات پر اسے پشیمانی نے آن گھیرا واقعی اسکا رویہ معیز کے ساتھ اکتایا اکتایا سا تھا۔ اور اس کے برعکس درست ہو کر بھی معیز نے اس سے برا رویہ نہیں رکھا تھا۔ بلکہ وہ تو ہمیشہ سے ہی اسکے ہر الزام کو بڑے ظرف سے برداشت کرتا آیا تھا۔

"ایسی کوئی بات نہیں۔ بلکہ مجھے اچھا لگ رہا ہے یہاں آکر ایسا لگ رہا ہے۔ جیسے سچ میں رخصت ہو کر سسرال آئی ہوں۔" اس کی بات پر معیز دل ہی دل میں حیران ہوا تھا۔

"آج میں بلیک کلر پہن لوں۔" اگلے سوال پر تو وہ بھونچکا ہی رہ گیا تھا۔

"مجھے کیا معلوم تم جانو۔ ویسے بھی ہمارے درمیان ایسا کوئی رشتہ نہیں جڑ سکا کے تم مجھ سے ایسا سوال کرو۔"

"آپکے یہ ہی کڑوے اور بے لچک رویے ہیں جو ہمارے درمیان دوریاں حائل کرتے ہیں۔" ذوبیہ نے صاف گوئی کا مظاہرہ کیا۔

"اور تمھاری بدگمانیاں، بے اعتمادی، الزام تراشیاں مجھے سخت رویوں کے خول میں باندھ دیتی ہیں۔" وہ اپنا آملٹ تیار کر چکا تھا۔ اسے سخت سا جواب دیتا صوفے پر جا بیٹھا تھا۔

"میری غلطی ہے۔ مجھے اس حد تک نہیں سوچنا چاہئے تھا۔ میں نے ضبح آپکی اور آپکے دوست کی باتیں سنیں تھی مگر غلطی آپکی بھی ہے۔ آپ نے خود کہا تھا آپ ثمر سے محبت کرتے ہیں۔" وہ اس کے برابر آبیٹھی تھی۔ "میں نے تو بس آپکی بات کا یقین کیا تھا۔" وہ ایک بار پھر سے اسے ہی مورد الزام ٹھرانے لگی۔ ٹھٹھک کر معیز نے اسے دیکھا پھر گہری سانس بھر کر رہ گیا۔

"یعنی تمہیں مجھ پر یقین نہیں۔ مگر ایک انجان شخص کی گفتگو پر تم نے پورا بھروسہ کر لیا بہت خوب۔ اگر غلطی میری ہی ہے تو پھر تم اس موضوع پر مجھ سے بات کیوں کر رہی ہو۔ یوں بھی اسکا کچھ خاص فائدہ نہیں۔ تم اپنی بے یقینی میں گھری رہو مجھے کوئی پرواہ نہیں ۔ پر ایک سوال ضرور ہے میرا تم نے ایسی بھی کیا کمزوری دیکھ لی تھی میرے کردار میں جو اس حد تک ناپسند کرنے لگی تم۔ چار جھوٹے افسانے سن کر تم نے میرے بارے میں ایسی رائے قائم کر لی۔ بات یہ تھی کہ تم جانتے بوجھتے انجان بنی تھی۔ ورنہ میری زندگی تو کھلی کتاب کی طرح تھی تمھارے سامنے۔" وہ تاسف میں گھرا کھردرے لہجے میں مخاطب تھا۔ ذوبیہ مزید شرمندہ ہوئی۔

"مگر میری آپ سے کوئی دوستی نہیں تھی۔ نہ میں آپکو اتنا زیادہ جانتی تھی۔ میں غلط فہمی کا شکار ہو گئی تھی۔ میں آپ سے معافی مانگ تو رہی ہوں۔" وہ روہانسی ہوئی۔

"بہترین اگر نہیں جانتی تھی تو اچھی رائے بھی قائم کر سکتی تھی۔ مگر تمھارے دماغ کا فتور تمہیں کچھ کرنے دیتا تب نہ۔ اور پلیز میرا موڈ خراب مت کرو۔ مجھے تمھاری معافی تلافی میں کوئی دلچسپی نہیں۔"

"مگر آپ نے تو خود آغا جان سے کہہ کر مجھ سے شادی کی تھی غالباً محبت کا کوئی چکر تھا۔ ذوبیہ کو کوئی اور بات نہ سوجھی تو اسکی چوری اس پر جتانے لگی۔

"ٹھیک کہہ رہی ہو دماغ خراب ہو گیا تھا میرا مگر اب پچھتا رہا ہوں اور محبت کی جو بات کر رہی ہو تم وہ اتنی بھی نہیں کے تمھارے اپلو جائز کرنے سے میں سب بھول بھال کر تم پر نثار ہو جاؤں۔ ویسے بھی تمہیں تو مجھ سے کوئی دلچسپی ہی نہیں پھر کیوں اپنا وقت برباد کر رہی ہو۔" وہ کہہ کر کمرے کی جانب بڑھ گیا۔ ذوبیہ اسے دیکھتی رہی تھی۔ وہ اسے بتانا چاہتی تھی کے وہ بھی اسے چاہتی تھی نہ جانے کب سے۔ وہ معیز کے ساتھ کسی اور کو کبھی برداشت کر ہی نہیں سکتی تھی۔ اسی لیے ہمیشہ سے چڑتی آئی تھی۔ اسے طعنے دیتی آئی تھی۔ مگر اب جب وہ جان چکی تھی۔ وہ بھی اس کے لیے وہی جذبات رکھتی تھی۔ جو معیز کے دل میں اس کے لیے تھے۔ تو وہ ایسی بے رخی پر اڑا بیٹھا تھا۔

وہ اس وقت ساحل سمندر پر موجود تھے۔ میکڈونلڈ سے خوشگوار ماحول میں آئس کریم کھائی گئی تھی۔ اس کے بعد وہ سمندر کے کنارے ساتھ ساتھ ٹہلنے لگے تھے۔

"ویسے دلشیر بھائی ہنی مون کا کیا پلین ہے آپکا۔" ذوبیہ نے پوچھا۔

"ہمارا تو ہنی مون ہی ہے زارا نے تو کراچی بھی نہیں دیکھ رکھا۔" وہ جھٹ بولا۔

"یہ کیا بات ہوئی سستے میں جان چھڑا رہے ہیں

آپ"

"چھوڑو ذوبیہ بیچارے مجبور ہیں چھٹی ہی نہیں مل سکی ان کو تین روز میں تو واپسی ہے لاہور کے لیے۔" زارا نے جواب دیا تھا۔

"اچھا لو سائیڈ تم اپنے میاں کی۔ ہمارا کیا ہے۔" ذوبیہ نے سر کو جنبش دے کر کہا۔ تو وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرا دیئے۔ شام کے سائے پھیل چکے تھے۔ معیز ان سے ذرا فاصلے پر فون پر کسی سے بات کر رہا تھا۔ وہ بھی اس کے پیچھے چلی آئی تھی۔ زارا اور دلشیر ایک دوجے کا ہاتھ تھامے سمندر کی لہروں کی طرف چہل قدمی کر رہے تھے۔ جب کے وہ کچی مٹی پر کھڑے تھے۔ معیز فون بند کر کے پلٹا تھا۔

"جاسوسی کر رہی ہو۔" میری سوال تھا یا پتھر۔

"ایسی کوئی بات نہیں مانتی ہوں مجھ سے غلطیاں ہوئیں ہیں۔ مگر اس کا مطلب یہ نہیں کے آپ مجھے معاف ہی نہ کریں۔" وہ دل برداشتہ دکھائی دی۔

"پر مجھ سے تو غلطی بھی نہیں ہوئی تھی۔ اور معافی مانگنے کی تمہیں طلب کیوں ہے۔ تمہیں تو کوئی دلچسپی ہی نہیں مجھ سے۔" کہہ کر وہ جانے لگا تھا۔ ذوبیہ نے اسکا ہاتھ تھام لیا۔ اور وہ رکا تھا مگر پلٹا نہیں۔

"مجھے دلچسپی نہیں ہو گی تو کسے ہو گی۔ میں بیوی ہوں آپکی اور پہلے تھی یا نہیں مگر اب دلچسپی ہے۔ میں آپکو کسی اور کے قریب برداشت نہیں کر سکتی۔ آپ اتنا بھی نہیں سمجھ پائے۔" وہ شکوہ کناں تھی۔ وہ پلٹا تو اسکی آنکھیں مسکرا رہیں تھیں۔

"ذوبیہ معیز علی یہی تمہاری بات ہے۔ اسی لیے تمہاری ساری خطائیں معاف کرنے کو دل ہمکتا رہتا ہے ہمیشہ سے تم جو کچھ بھی کرتی ہو محبت میں کرتی ہو۔ جسے تم لاکھ چھپانا چاہو مجھ سے تمہاری آنکھیں کہہ گزرتی ہیں۔" اسکا تو پورا انداز ہی بدلا ہوا تھا۔ ذوبیہ حیران تھی۔

اب اس نے اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے لیے تھے۔ اس کے قریب ہوتا۔ وہ مسلسل مسکرا رہا تھا۔ جب کے ذوبیہ کی ہوائیاں اڑی ہوئیں تھیں۔

"تمہاری محبت میں کچھ تو بات ہے۔ ذوبیہ جو میری محبت دن بدن بڑھتی ہی جا رہی ہے۔ اور تمہاری سب سے اچھی بات مجھے یہی لگی تم نے حقیقت معلوم ہو جانے پر اپنی غلطی تسلیم کر کے مجھ سے معافی مانگ لی۔ تم چاہتی تو اسے انا کا مسئلہ بنا سکتیں تھیں مگر تم نے ایسا نہیں کیا۔" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا بڑے نرم لہجے میں اس کی خوبی کا اعتراف کر رہا تھا۔

"وہ مجھے کچھ کہنا تھا۔" ارد گرد کے لوگوں سے گبھرا کر وہ اس سے دور ہٹتے ہوئے بولی۔

"فرمائیے۔" وہ آہ بھر کر رہ گیا۔

"کیپٹن دلشیر وہی ہے۔ جسے زارا چاہتی تھی۔" اور ساتھ ہی اس نے تمام واقعہ بھی اس کے گوش گزار کر ڈالا۔

"بہت کم عقل ہو تم دماغی کیفیت کو امپروو کرنے کی اشد ضرورت ہے۔" اب وہ دونوں مخالف سمت ٹہل رہے تھے۔

"ایسی کوئی بات نہیں یہ آپکو لگتا ہے۔ ورنہ مجھ سا انٹیلیجنٹ اور کوئی نہیں۔" وہ یقین سے بولی تھی۔

"کیوں نہیں کیوں نہیں۔" معیز نے استہزائیہ سر دھنا۔ اس سے پہلے کے ذوبیہ کوئی اور جواب دیتی۔ لڑکیوں کا ایک ریلا ان کی جانب امڈا تھا۔ معیز سے سیلفی کی فرمائش کرتی لڑکیوں کو دیکھ کر پہلی بار وہ مسکرائی تھی۔ اس بار اسے معیز پر پورا بھروسہ تھا۔ کوئی اور جیسے بھی جذبات رکھے معیز دل و جاں سے اسی کا تھا۔ معیز نے سیلفی بنواتے ہوئے زارا کا ہاتھ تھام کر اسے اپنے قریب کر لیا تھا۔ حالانکہ وہ تصویر بنوانا نہیں چاہتی تھی۔

"یہ آپکی کون ہیں۔" ان میں سے ایک لڑکی نے تجسس کے مارے پوچھا تھا۔

"شی از مائی وائف۔" معیز نے مختصر جواب دیا۔

"واٹ آپ نے شادی کب کر لی۔" لڑکیاں حیران تھیں۔

"بس چند روز پہلے۔" اس بار بھی جواب جامع تھا۔ ذوبیہ بلاوجہ ہی کانشیس ہوئی۔

"ارینج میرج یا لو۔" وہ سوال پر سوال کرتی جارہی تھیں۔

"دونوں۔" ایک لفظ میں انھیں نبٹا کر وہ معذرت کرتا۔ ذوبیہ کو لیے آگے نکل گیا تھا۔

واپسی کے سفر پر دونوں کپل خوش گپیوں میں مصروف رہے تھے۔ اور محبت ان کے چاروں اور رقصاں تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

ختم شُد

آپکی قیمتی رائے کا انتظار رہے گا۔۔

پاکسوسائٹی ڈاٹ کام